بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث القرآن

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

اہلحدیث

لاہور

مسلک اہلحدیث کا داعی

جلد: 48 | ۲۱ تا ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ 20 تا 26 جنوری 2017ء | شمارہ: 03

تواضع وانکساری

ایک مسلمان کی امتیازی پہچان!

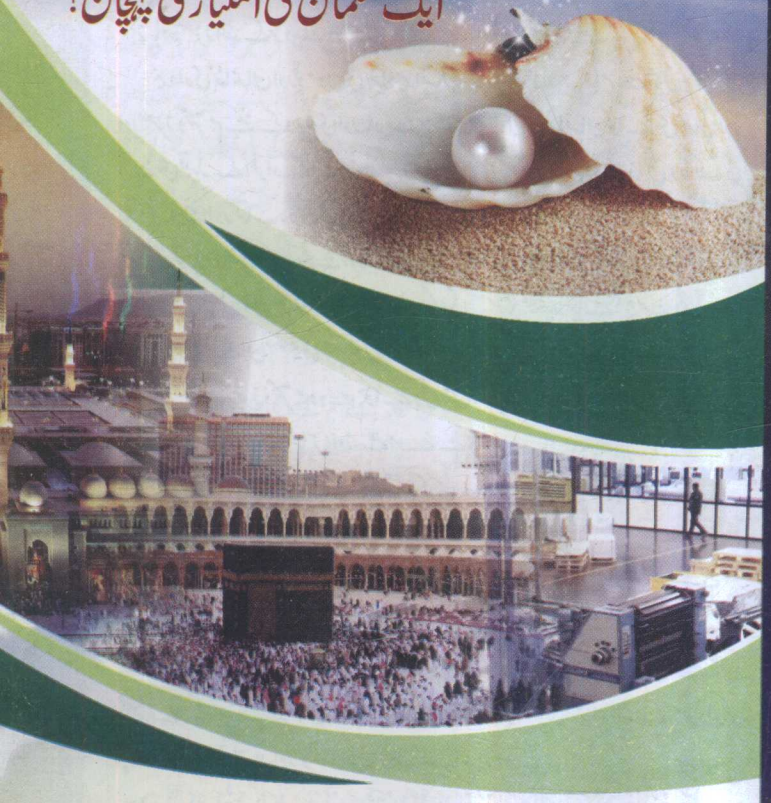

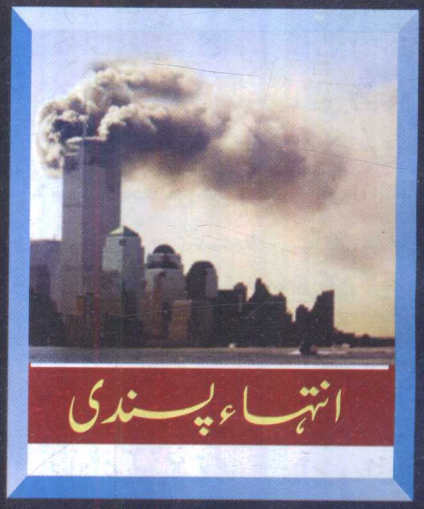

انتہاء پسندی

اسلامی اتحاد کے لیے نقصان دہ، مسلمان اس کے خلاف متحد ہو جائیں

مفتی اعظم سعودی عرب

حقوقِ انسانی

اسلام میں انسانی حقوق کا معاشی ومعاشرتی تصور!

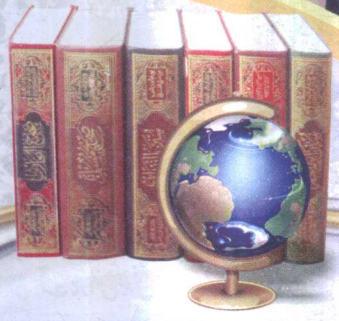

المملكة العربية السعودية

سعودی عرب کی خدمات جلیلہ پر ایک نظر!

قرآن وسنت کی روشنی میں

ایک مسئلہ وراثت.....؟!

صغرسنی کا نکاح.....؟!

ایک حدیث قدسی اور اس کی حیثیت

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

معزز کون؟

ارشاد باری ہے: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: 13)

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا ہے اور پھر تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔''

برداری، خاندان اور قوموں کی بنیاد پر انسان نے آج تلواریں نیام سے نکال رکھی ہیں اور معزز و محترم بننے کے دنیاوی اور مادیت پرستانہ اصولوں نے انسان کو اپنے ہی بھائی اور اپنے ہی قبیلہ کے افراد کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ لیکن اگر انسان اپنے خالق و مالک کی ابدی ہدایت اور کتاب روشن سے رہنمائی لے کر اس دنیا میں زندگی گزارنے کا عزم مصمم کرے تو یہ معاشرہ امن، محبت اور اخوت کی آماجگاہ بن جائے، اس صورت میں وہ جان جائے گا کہ قبائل و اقوام اور خاندان و برادری کی تقسیم کا مقصد کیا ہے؟ عزت و توقیر اور احترام و وقار کے ان مصنوعی اصولوں میں سوائے حقوق کی پامالی اور ظلم و ستم کے کچھ نہیں، جبکہ فی الحقیقت معزز و محترم وہ ہے جو اپنے دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف سمیٹے ہوئے ہے اور اپنے اوپر تقوی کا لباس اوڑھے ہوئے ہے:

﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ﴾ (الأعراف: 26)

''اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوی کا لباس اس سے بھی بڑھ کر ہے۔''

اقوام ماضی نے بھی جب آسمانی اصولوں کو پس پشت ڈالا اور شیطانی شکنجے میں جکڑے گئے تو ذلت و رسوائی اور بدامنی ان کا مقدر ٹھہری، لیکن اگر وہ اللہ کے اصولوں کو اپناتے تو فراوانی نعمت اور خوشحالی سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ﴾ (المآئدۃ)

''اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے اور اور ہم انہیں راحت و آرام کی جنتوں میں لے جاتے۔''

اللہ کی معیت کا اعزاز بھی صاحب تقوی کو حاصل ہوگا اور اس اعزاز سے بڑھ کر اور اعزاز کیا ہو سکتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (النحل)

''یقین مانو! اللہ تعالی پرہیزگاروں اور حسن سلوک اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

مسلمانوں کو جان لینا چاہیے کہ تقوی، نیکی اور حسن سلوک ہی اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے جبکہ اس کے بغیر دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی ناکامی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

بدعات سے بچیں

[عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ". عن أبي سعيد الخدري: "فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي."] (رواه البخاري)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں حوض پر تم سے پہلے ہی موجود ہوں گا، جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ (اس سے) پیئے گا اور جس نے پی لیا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے میں انہیں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔'' سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے فرمایا: ''میں کہوں گا، یہ تو مجھ سے ہیں (میرے امتی ہیں)۔ مجھے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام ایجاد کر لیے تھے۔ میں کہوں گا، اس شخص کے لیے (مجھ سے) دوری ہو جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر لی۔''

ہر مسلمان رسول اکرم ﷺ کی سفارش پر بھروسہ کیے بیٹھا ہے اور اسی امید پر کہ نبیؐ ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی سفارش برحق ہے، آپ ﷺ اپنی امت کو عذاب الٰہی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرمائیں گے۔ لیکن جب آپ ﷺ کو بتایا جائے گا کہ ان لوگوں نے آپؐ کے دین میں تبدیلیاں کیں تو یہ سن کر آپ ﷺ سخت ناراض ہوں گے اور ارشاد فرمائیں گے کہ ''جس نے میرے بعد میرے دین میں تبدیلی پیدا کی اس کے لیے ہلاکت اور مجھ سے دوری ہے۔''

مذکور بالا حدیث میں اسی بات کا بیان ہے کہ آپ حوض کوثر پر اپنی امت کو پانی پلا رہے ہوں گے کہ اچانک ایک ایسا گروہ سامنے آئے گا جن کے اعضائے وضو چاندی کی طرح چمک رہے ہوں گے، جس سے ظاہر ہوگا کہ یہ امت محمدیہ کے افراد ہیں۔ حضور ﷺ ان کو پہچان رہے ہوں گے اور وہ آپ ﷺ کو پہچان لیں گے۔ پھر آپ ﷺ اور ان کے درمیان ایک رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔ یہ صورتحال دیکھ کر آپؐ فرمائیں گے ''ان کو میرے پاس آنے سے کیوں روک رہے ہیں؟'' تو عرض کیا جائے گا کہ آپؐ کو علم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کتنے نئے کام جاری کر لیے تھے۔ یہ سن کر آپ ﷺ سخت ناراض ہوں گے اور فرمائیں گے کہ ''ان کے لیے ہلاکت اور دوری ہے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر دی۔''

اس تناظر میں دیکھیں تو آج لوگوں نے اصل اور خالص دین کو چھوڑ کر خود ساختہ اعمال ثواب سمجھ کر کرنا شروع کر دیئے ہیں جو کہ بدعات ہیں وہ لوگ انہیں ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ بدعات اور رسومات کو پہچان کر چھوڑنے کی کوشش کی جائے اور سنت نبویؐ پر عمل کیا جائے۔

مجلّہ اہل حدیث ۴۸ویں سال میں!

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا ترجمان اور مسلک اہل حدیث کا داعی ہفت روزہ اہل حدیث لاہور اپنی صحافتی زندگی کے ۴۷ سال کامیابی اور مسلسل اشاعت کے ساتھ مکمل کر کے ۴۸ ویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔ اس کی اشاعت کا آغاز ۲۳ جنوری ۱۹۷۰ء کو ہوا۔ اس کے پہلے مدیر اعلیٰ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے اولین شمارے کے اداریہ میں تحریر فرمایا تھا کہ ''اس دور میں جیسا کہ ملک میں کفر واسلام کی آویزش جاری ہے اور لادین طاقتیں پوری طاقت سے دین حنیف پر یلغار کر رہی ہیں اور ان کے پاس ابلاغ وتشہیر کے بے پناہ وسائل ہیں اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ ذرائع کو بروئے کار لایا جائے اور یہ بات اس وقت ہوسکتی ہے جب کہ تمام درد دل رکھنے والے حضرات اس کے لیے پوری تگ وتاز کریں اور اپنی بساط کے مطابق اس کی انجام دہی کے لیے تعاون کریں۔'' آج حالات پہلے سے بھی زیادہ دگرگوں ہیں چنانچہ مجلّہ اہل حدیث کے ذریعے ہمیشہ کتاب وسنت کی دعوت وتبلیغ اور اس کی بالا دستی' حق وصداقت کی حمایت' ہر فتنہ وشر کے خلاف نبرد آزمائی کے ساتھ ساتھ نظریہ پاکستان کی حمایت' اسلامی نظام کے نفاذ کی ہر کوشش' باطل اور لادینی افکار ونظریات کے انسداد کی ہر تحریک' ملی عناصر کے اتحاد کی ہر سعی' ملک وملت کی فلاح وبہبود کے لیے ہر اقدام' اصلاح معاشرہ کی ہر جد وجہد اور شرک وبدعات کے استحصال کے لیے اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے۔ بحمد اللہ دینی صحافت میں ہفت روزہ اہل حدیث کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس کا حلقہ قارئین ملک اور بیرونی ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ پھر اسے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آئے روز مہنگائی' کاغذ پرنٹنگ وغیرہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات کے باوجود اس کے اشاعتی تسلسل میں کبھی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر ﷾ اور الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ صاحب کی مخلصانہ سرپرستی نے ہمیں کسی مشکل سے آشنا نہیں ہونے دیا۔ پھر انہی کی خصوصی توجہ سے پرچے کا حلقہ قارئین بھی رو بہ ترقی ہے اور احباب جماعت بھی جماعت سے گہری وابستگی' مسلکی حمیت اور پرچے کی توسیع اشاعت کے حوالہ سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ مجلّہ میں کتاب وسنت کی تعلیمات واحکامات کی نشر واشاعت کے حوالہ سے مستقل مقالات شائع کیے جاتے ہیں۔ ادارتی کالموں میں اہم ملی' دینی' ملکی اور عالم اسلام کے حوالے سے ضروری گذارشات پیش کی جاتی ہیں۔ خطبات حرمین شریفین' درس قرآن وحدیث' مسائل واحکام' جماعتی احوال' امیر محترم اور جناب ناظم اعلیٰ کے حالات حاضرہ پر بروقت پالیسی بیانات بھی شامل اشاعت ہوتے ہیں۔ نیز عبادات' معاملات' سیاسیات' معاشیات' معاشرت' تقابل مسالک وادیان اور اسلاف کی خدمات پر اہم دینی' تحقیقی اور علمی مضامین سے بھی قارئین مستفید ہوتے ہیں۔ احکام ومسائل کے عنوان سے جناب مفتی مولانا حافظ عبدالستار الحماد صاحب کے مستقل فتاویٰ شائع کیے جاتے ہیں۔

گذشتہ عرصہ اشاعت میں سعودی عرب نمبر' نفاذِ اسلام کا رواں نمبر' شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ نمبر' میاں فضل حق نمبر اور خدمات اہل حدیث نمبر' شائع کیے گئے ہیں۔ اس کے فاضل مدیران میں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید' مؤرخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھٹی' مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری' مولانا عزیر زبیدی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ مجلس ادارت میں مولانا محمد یوسف انور' مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد' مولانا محمود احمد غضنفر' پروفیسر قاضی مقبول احمد' مولانا محمود احمد میر پوری' علامہ انور طاہر اور رانا محمد شفیق پسروری ایسے اہل قلم رہے ہیں۔ آج کل راقم الحروف مدیر اور ڈاکٹر پروفیسر عبدالغفور راشد اور پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی مجلس ادارت میں شامل ہیں جن کا تعاون اور رہنمائی حاصل ہے۔ ان سب احباب اور دوسرے اہل قلم حضرات کی پرچے کے لیے علمی اور ادارے کے رفقاء کار کی انتظامی خدمات پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

آپ جانتے ہیں کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان' اہل حدیث کی نمائندہ جماعت ہے جس کا نصب

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
مومنوں کا اتحاد .....(خطبہ حرم)	6
مسلمان کی پہچان .....تواضع اور انکساری	9
غلط افکار وخیالات سے کیسے بچیں؟	12
مشرکین مکہ کا عقیدہ اور غلط فہمیاں	14
اقبال چلا آ ..... (نظم)	17
اسلام میں انسانی حقوق کا معاشی ومعاشرتی امور	18
دنیا کی حقیقت	21
سعودی عرب کی خدمات جلیلہ	22
طب وصحت	24
اخبار الجماعہ	26

ادارہ سے جملہ خط وکتابت اسی پتہ پر کام اور ترسیل زر منیجر کے نام ہونی چاہئے

پتہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' چوک اہل حدیث
(المعروف بی چوک) 106 راوی روڈ لاہور 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زرتعاون بھیجنے کے لیے
میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239

بدل اشتراک
سالانہ ..... 600/- روپے
ششماہی ..... 350/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 650/- روپے
بیرون ممالک سے ..... 6000/- روپے
فی پرچہ ..... 20/- روپے

سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''لسٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

العین دین قیم کی تبلیغ واشاعت اور انسانیت کی خدمت ہے۔ پیغام ٹی وی بہت بڑا منصوبہ ہے جس نے جماعت کی دعوت اور نصب العین کو دنیا بھر میں پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ جماعت کا دائرہ کار پاکستان کیساتھ ساتھ دوسرے کئی ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ پھر اسے بالغ نظر' دور اندیش' علمی' مخلص اور مستعد قیادت حاصل ہے اور جماعت کو عالمی حیثیت حاصل ہے۔ اہل حدیث کی دعوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں اس اسلوب کو بے حد اہمیت دیتی ہے اور انبیاء ورسل کے دعوتی اسالیب وانداز کا تتبع کرتے ہوئے حکمت اور موعظۃ حسنہ کے ساتھ اپنی دعوت کو نرم اور شگفتہ انداز میں پیش کرتی ہے۔ آج حالات وظروف بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔ فتنہ انکار حدیث اور فتنہ انکار قرآن نئے انداز سے اپنے جال پھیلا رہا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ علم کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر اسلام کی پاسبانی' دین کی علمبرداری' قرآن کے فروغ' سنت کی اشاعت' دینی اقدار کی تبلیغ واشاعت اور جملہ فتنوں کی سرکوبی کے لیے میدان عمل میں اتریں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ احباب جماعت تنظیمی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر تحریک عمل بالحدیث کو مستحکم بنانے کے لیے اپنی جد وجہد تیز تر کر دیں۔ جماعتی سرگرمیوں اور منصوبوں سے بھی آگاہی کے لیے ضروری ہے ہفت روزہ اہل حدیث جماعت کے ہر فرد کو اپنے نام جاری کروانا چاہیے۔

انتہا پسندی اسلامی اتحاد کے لیے نقصان دہ ہے' مسلمان اس کے خلاف متحد ہو جائیں۔ مفتی اعظم

امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر' ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ سے ملاقات' دینی خدمات کے سلسلہ میں خدمت اسلام ایوارڈ پیش کیا

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی قیادت میں چار رکنی وفد پانچ روزہ دورے پر سعودی عرب پہنچ گیا۔ اعلیٰ سطحی وفد سرکاری دورے پر ریاض پہنچا تو ڈپٹی منسٹر وزارت مذہبی امور ڈاکٹر عبدالمحسن الغنام نے انکا ائیر پورٹ پر استقبال کیا۔ پروفیسر ساجد میر نے مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ سے ریاض میں ملاقات کی اور انہیں عظیم دینی خدمات کے اعتراف میں خدمت اسلام ایوارڈ سے نوازا۔ اس موقع پر مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ نے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ انتہا پسندی کے خلاف جنگ کے لیے متحد ہو جائیں۔ انتہا پسندی اسلامی اتحاد کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ مذہب میں مبالغہ آرائی اور انتہا پسندی ناپسندیدہ ہیں۔ جب یہ مسلم قوم کے جسم میں داخل ہوجاتے ہیں تو یہ اس کے اتحاد اور مستقبل کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں اور دنیا کے سامنے اس کے تشخص کو بھی مجروح کرتے ہیں۔ انتہا پسندی سے بچاؤ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کو بے رحمانہ انداز میں جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اور مسلمان متحد ہوکر اس وبا کا خاتمہ کریں۔ مفتی اعظم نے کہا کہ اسلام ایک اعتدال والا دین ہے، جو مسلمانوں کو اعتدال سے زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ امت سخت حالات سے گزر رہی، جب تک مسلمان مشترکہ طور پر کوشش نہیں کریں گے، مسائل حل نہیں ہوں گے۔ دنیا کے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں، آپس میں اتفاق کی ضرورت ہے، تمام لوگوں کے حقوق مساوی ہیں، مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے، مسلمان اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھیں۔ مسلم اقوام کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ میں کوئی بھی کسی کیساتھ ظلم وزیادتی نہ کرے، امت تمام معاملات اپنے ہاتھ میں رکھے، دوسروں کی طرف نہ دیکھے، کیونکہ اسلام لوگوں سے خیرخواہی کا نام ہے، عدل وانصاف اسلام کے سرکا تاج ہے۔ امت مسلمہ مختلف مسائل اور تکالیف کا شکار ہے، دہشت گردی کا اسلام اور امت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ لوگوں کو دہشت گردی سے دور رکھنے کے لیے علما کردار ادا کریں، علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو عدم تشدد کی تعلیم دیں، علماء سخت مزاجی ترک کریں اور خوش اخلاقی اختیار کریں، لوگوں کے قریب ہوں، لوگوں کو اچھائی کی طرف اچھے طریقے سے بلانا علماء کی ذمہ داری ہے۔ باہمی اخوت برقرار رکھنے کیلئے انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو فرقہ واریت سے دور رہنا چاہیے اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیے۔ وفد میں ایم این اے وناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان ڈاکٹر حافظ عبدالکریم، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان وسینئر نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان مولانا علی محمد ابوتراب، اور صوبہ پنجاب کے امیر پروفیسر عبدالستار حامد ودیگر موجود ہیں۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر اپنے اس دورے میں اعلیٰ سعودی حکام سے ملاقاتیں کریں گے اور پاک سعودی دوطرفہ باہمی تعلقات وتعاون کے امور پر تبادلہ خیال کرینگے۔

حکومت سعودی عرب کی دعوت پر جماعتی وفد کی روانگی

لاہور ۸ جنوری ۲۰۱۷ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا چار رکنی وفد حکومت سعودی عرب کی دعوت پر ریاض روانہ ہوا۔ وفد امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر صاحب' ناظم اعلیٰ الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے)' سینئر نائب امیر مرکزیہ الشیخ علی محمد ابوتراب اور پروفیسر حافظ عبدالستار حامد امیر پنجاب پر مشتمل تھا۔ سعودی عرب میں اپنے قیام کے دوران قائدین' سعودی وزراء' ولی عہد' ائمہ حرمین شریفین اور مفتی اعظم سے ملاقاتیں کریں گے اور اپنے اعزاز میں استقبالیہ تقریبات میں شرکت فرمائیں گے۔ لاہور سے روانگی کے وقت ائیر پورٹ پر علماء کرام' کارکنوں اور احباب جماعت نے نہایت گرمجوشی اور جذبات کے ساتھ الوداع کیا۔

احکام و مسائل

جواب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار احمد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
ساہلیاں کلاں میاں چنوں نزد ساہیوال پاکستان
Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: markaz.dirasat@gmail.com

ایک حدیث قدسی اور اس کی حیثیت

سوال آج کل اکثر دکانوں پر ایک پوسٹر لگا ہوتا ہے جس پر درج ذیل عبارت لکھی ہوتی ہے: ''اے ابن آدم! ایک میری چاہت ہے اور ایک تیری چاہت ہے' ہوگا تو وہی جو میری چاہت ہے' اگر تو نے سپرد کر دیا خود کو اس کے جو میری چاہت ہے تو وہ بھی میں تجھے دوں گا جو تیری چاہت ہے اور اگر تو نے مخالفت کی اس کی جو میری چاہت ہے تو میں تھکا دوں گا تجھے اس میں جو تیری چاہت ہے پھر ہوگا وہی جو میری چاہت ہے۔'' ..... اس حدیث کا حوالہ اور استنادی حیثیت کی وضاحت کر دیں۔

جواب ہمارے ہاں اکثر ہوتا ہے کہ ہر اچھی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے اس کی اشاعت کر دی جاتی ہے حالانکہ یہ بہت بڑا جرم ہے کہ جو بات رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہو وہ آپ کے ذمے لگا دی جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جس نے میری طرف نسبت کر کے وہ بات کہی جو میں نے نہیں کی' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔'' (مسند امام احمد: ج ۲' ص ۵۰۱)

مذکورہ بالا پوسٹر جس حدیث پر مشتمل ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے' اس قسم کی روایات کو بیان کرنا جائز نہیں۔ ہاں تنبیہ کی غرض سے بیان کیا جا سکتا ہے تاکہ لوگوں کو اس قسم کی روایات سے متنبہ کیا جائے۔

اس روایت کو حکیم ترمذیؒ نے اپنی تالیف نوادر الاصول ص ۱۶۱' ۴۳۳ میں بیان کیا ہے' دیگر کئی ایک کتب میں بھی اسے سند کے بغیر ہی بیان کیا جاتا ہے' اس کا آغاز مختلف الفاظ سے ہوتا ہے۔ مثلاً

- اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے فرماتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ ابن آدم سے فرماتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ بعض انبیاء سے کہتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ اپنے بندے سیدنا داود علیہ السلام سے کہتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے۔ وغیرہ

حکیم ترمذیؒ نے اس حدیث کو سند کے ساتھ بیان کیا ہے جو انتہائی ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے' اس کے ضعف کی درج ذیل وجوہات ہیں:

- سیدنا حسن بصریؒ نے اسے مرسل طور پر بیان کیا ہے جو محدثین کے ہاں ضعیف ہونے کی علامت ہے۔
- مبارک بن فضالہ راوی مدلس ہیں اور مذکورہ روایت میں بھی تدلیس پائی جاتی ہے۔
- عبدالوہاب بن نافع بھی مجروح راوی ہیں' اس کی ثقاہت ثابت نہیں۔
- عمر بن ابی عمر العبدی ایک مجہول راوی ہے' جس کا کوئی اتا پتا نہیں۔

بہر حال یہ حدیث قدسی بالکل بے اصل ہے' اسے بیان کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اس مقام پر وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ حکیم ترمذی سے مراد مشہور امام محدث ابوعیسیٰ ترمذی نہیں جن کی تالیف ''الجامع السنن'' مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی ہے جو ترمذی شریف کے نام سے مشہور ہے۔ بلکہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں کیونکہ مشہور محدث کا نام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ہے اور حکیم ترمذی کا نام ابوعبداللہ محمد بن علی بن الحسن الحکیم الترمذی ہے۔ اس حکیم ترمذی کی وفات ۲۸۵ اور ۲۹۰ھ کے درمیان ہوئی ہے جبکہ مشہور محدث کا سن وفات ۲۷۹ھ ہے۔ واللہ اعلم!

صغر سنی کا نکاح

سوال ہم دونوں بھائیوں نے اپنے لڑکے اور لڑکی کا نکاح بچپن میں کر دیا تھا' اب بچی جوان ہے' لیکن لڑکا ابھی چھوٹا دس' گیارہ سال کا ہے اور وہ بھی اس نکاح پر خوش نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ بچی کا نکاح اپنے بڑے لڑکے سے کر دوں' اب اس کی کیا صورت ہوگی' وضاحت کر دیں؟

جواب چھوٹی عمر میں نکاح کرنا نہ تو عقل کے منافی ہے اور نہ ہی خلاف شریعت ہے' البتہ ازدواجی تعلقات کے لیے بالغ ہونا عقل و نقل اور اخلاق کا لازمی تقاضا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''انسان اپنی نابالغ اولاد کا نکاح کر سکتا ہے۔'' (بخاری' النکاح: ۳۹)

پھر انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث بطور دلیل پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں۔ (بخاری' النکاح ۵۱۳۳)

لیکن ہمارے ہاں معاشرتی طور پر بچپن کے نکاح نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتے کیونکہ اس میں کئی ایک قباحتیں در آتی ہیں' جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- وٹہ سٹہ کے لیے ..... اس قسم کے نکاح کو بطور سیڑھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر کسی نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا ہے اور دوسرے فریق کے پاس انہیں رشتہ دینے کے لیے بالغ لڑکی

نہیں ہوتی تو ان کی کسی چھوٹی لڑکی سے نکاح کر دیا جاتا ہے۔

- اس قسم کے نکاح میں فریقین کی رضا مندی نہیں ہوتی جو بالغ ہونے کے بعد کئی ایک مفاسد کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ اگرچہ اسلام نے ''خیار بلوغ'' کے ذریعے اس کا حل پیش کیا ہے تاہم بعض حضرات اس کا استعمال بھی غلط کرتے ہیں۔
- اس قسم کے رشتے ہم پلہ نہ ہونے کی بناء پر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ پاتے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے کہ لڑکا بھی چھوٹا ہے جبکہ لڑکی جوان ہو چکی ہے۔

مذکورہ سوال میں الجھن کا حل یہ ہے کہ پہلے بچپن کے نکاح کو ختم کیا جائے جبکہ لڑکا اسے پسند بھی نہیں کرتا' چونکہ وہ سن شعور کو پہنچ چکا ہے' اس لیے اس سے خلاصی کے لیے طلاق حاصل کی جائے' طلاق دینے کی صورت میں لڑکی پر کوئی عدت نہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ''ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو' پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت نہیں جس کے پورے ہونے کا تم مطالبہ کرسکو۔'' (الاحزاب:۴۹)

طلاق کے بعد سرپرست کی اجازت' لڑکی کی رضامندی' حق مہر کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا جا سکتا ہے' بہرحال نکاح زندگی کا بندھن ہے لہٰذا اسے نہایت سنجیدگی اور سوچ و بچار کے بعد سرانجام دینا چاہیے۔ واللہ اعلم!

وراثت کا ایک مسئلہ

سوال ہم پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں' دو بڑے بھائیوں نے والد صاحب کی سکنی جائیداد سے کچھ زمین فروخت کی جس کی قیمت دس لاکھ تھی' اسے دونوں نے آپس میں تقسیم کر لیا' باقی جائیداد میں ان کا حصہ ہوگا یا انہیں الگ رکھا جائے گا وضاحت کریں؟

جواب دو بڑے بھائیوں نے والد صاحب کی سکنی جائیداد سے کچھ زمین فروخت کر کے اس کی قیمت خود بانٹ لی ہے' یہ غلط اقدام ہے' اسے تمام بھائیوں اور بہنوں میں تقسیم کرنا چاہیے تھا' دس لاکھ رقم سے ہر بھائی کو ایک لاکھ ترپن ہزار آٹھ سو چھیالیس (-/1,53,846) روپے اور ہر بہن کو چھہتر ہزار نو سو تیس (-/76,930) روپے دیئے جائیں۔ پھر تمام جائیداد کے تیرہ حصے کر کے ہر بھائی کو دو حصے اور ہر بہن کو ایک حصہ دے دیا جائے۔ قرآن مجید میں ہے: ''تمہاری اولاد کے متعلق اللہ تمہیں ہدایت دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔'' (النساء:۱۱)

دو بڑے بھائیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے دیگر بہن بھائیوں کو ان کا حصہ دیں' پھر باقی ماندہ جائیداد درج بالا تفصیل کے مطابق تقسیم کریں۔ نہ کسی کو نقصان پہنچائیں اور نہ ہی خود نقصان میں رہیں۔ دوسرے بہن بھائیوں کے جائز نہیں کہ وہ باقی جائیداد کو خود ہی تقسیم کر کے بڑے بھائیوں کو محروم کر دیں۔ عدل وانصاف کا دامن کسی کو بھی ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ واللہ اعلم!

بخاری میں بندر کے رجم کا واقعہ

سوال میرے ایک دوست نے مجھے بتایا ہے کہ بخاری شریف میں ایک ایسا واقعہ ہے جسے عقل تسلیم نہیں کرتی' وہ یہ کہ چند بندروں نے مل کر ایک بندر کو رجم کیا' اس غیر مکلف مخلوق کو رجم کرنا بعید از عقل ہے' کیا واقعی اس طرح کا کوئی واقعہ بخاری میں ہے؟

جواب اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو عقل سلیم سے نوازا ہو تو قرآن وحدیث میں آنے والے واقعات' خلاف عقل باور نہیں کیے جا سکتے' چنانچہ صحیح بخاری میں یہ واقعہ ہے جسے مشہور تابعی حضرت عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندر دیکھا جس کے اردگرد بہت سے بندر جمع تھے' اس بندر نے زنا کیا تھا' بندروں نے اسے سنگسار کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ اسے پتھر مارے۔ (بخاری' مناقب:۳۸۴۹)

اس حدیث پر منکرین حدیث بہت اعتراضات کرتے ہیں' حالانکہ روایت کے اعتبار' اس کے تمام راوی ثقہ اور صدوق ہیں' خود عمرو بن میمون مشہور تابعی اور ثقہ عابد ہیں' سند کے اعتبار سے اس روایت پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا' البتہ درایت کے لحاظ سے اسے محل نظر ٹھہرایا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک اس سے زنا کی برائی' گندگی اور خرابی بیان کرنا مقصود ہے۔ اس جرم کی شناعت ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمرو بن میمون کو اپنی ایک نشانی دکھائی جسے انہوں نے آگے بیان کیا ہے۔ زنا اور بدکاری اس قدر معیوب عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض حیوانات میں اس سے نفرت کا ادراک پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے متعدد واقعات کے حوالے سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حیوانات میں اس طرح کا ادراک ممکن ہے اور یہ خلاف عقل نہیں۔ آپ نے اس احتمال کو بھی ذکر کیا ہے کہ یہ بندر' جن تھے' جنوں نے حیوانات کی شکل اختیار کر رکھی تھی اور جنات بھی انسانوں کی طرح شریعت کے مکلف ہیں اور ان پر حدود کا نفاذ کیا جاتا ہے۔ جنوں کا وجود تو قرآن سے ثابت ہے پھر جنات کا حیوانات کی شکل اختیار کرنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ایک جن نے سانپ کی شکل اختیار کر کے ایک انصاری نوجوان کو مار دیا تھا' یہ واقعہ مشہور ہے۔ (مسلم' السلام:۵۸۳۹)

اگر بندر کی شکل اختیار کرنے والے جن زنا کا ارتکاب کریں تو ان پر حد کیوں نہ جاری کی جائے۔ بہرحال نقل وروایت اور عقل ودرایت کے اعتبار سے اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں البتہ منکرین حدیث تو اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ واللہ اعلم!

مومنوں کا امتحان

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحمن البعیجان حفظہ اللہ

مترجم: جناب محمد اجمل بھٹی | نظر ثانی: جناب حافظ یوسف سراج | تاریخ: 8 ربیع الثانی 1438ھ / 6 جنوری 2016ء

حمد وثنا کے بعد!

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو۔ خبردار! اللہ سبحانہ کی مہربانی سے ناامید اور اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا، کیونکہ اس کی رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔

برادرانِ اسلام! اللہ کا طریقہ ہے کہ وہ کائنات میں بسنے والوں کا امتحان لیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ﴾

''وہی اللہ ہے جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہارا امتحان لے۔'' (الملک: 2)

یہ امتحان حق اور باطل کے معرکے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا بھی ہے تاکہ سچے اور جھوٹوں میں فرق ہو سکے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝﴾ (العنکبوت)

''کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالاں کہ ہم اُن سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو اِن سے پہلے گزرے ہیں، اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔''

یہ مومنوں کے ایمان اور یقین کی قوت کو جانچنے اور اسے خالص کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور مومنوں کی صفوں میں چھپے منافقوں کو چھانٹی کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ﴾

''اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا کہ جس میں تم اس وقت پائے جاتے ہو، وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔'' (ال عمران: 179)

یہ تربیتی انداز بھی ہے۔ اس کے ذریعے اللہ ان خوش نصیبوں کو بچا لیتا ہے جن کے مقدر میں ہدایت لکھی ہوتی ہے۔ وہ اپنی غفلت سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ اپنے رب کی طرف لوٹ آتے ہیں اور اپنے دین سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔

بندگانِ الٰہی! امتحان اور آزمائش کی کڑی گھڑیوں میں کبھی مشکلات زیادہ شدت اختیار کر جاتی ہیں۔ تکلیفیں حد سے بڑھ جاتی ہیں اور ان سے نجات پانے میں دیر بھی ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ مایوسی اور ناامیدی والے خیالات بھی آنے لگتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْھُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ۝﴾

''پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا، حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا، جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ اُن پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، وہ ہلا مارے گئے، حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔'' (البقرۃ)

ایسے حالات میں اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اس کے بارے میں حسنِ گمان رکھنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے، کیونکہ ہر تنگی سے نجات اور ہر غم کا علاج اسی کے پاس ہے۔ مومن بندہ جیسا اس کے بارے میں گمان رکھتا ہے اللہ بھی اس کے ساتھ ویسے ہی پیش آتا ہے۔ وہ حسن گمان رکھنے والوں کو کبھی نامراد نہیں کرتا۔

برادرانِ اسلام! پریشانی اور بے چینی کے لمحات میں اطمینان دلانا، خوش خبری دینا اور امید جگانا قرآن مجید کا منہج اور نبی کریم ﷺ کی سیرت کا طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرمایا، جبکہ وہ فرعون کے ظلم وستم کا شکار تھے۔

﴿قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝﴾

''تم دونوں ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں، سب سن اور دیکھ رہا ہوں۔'' (طٰہٰ)

یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا جب کہ وہ آزمائش میں تھے:

﴿قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْکَ فَلَا تَبْتَئِسْ﴾ (یوسف: 69)

''میں تمہارا بھائی ہوں۔ لہٰذا پریشان مت ہو۔''

جب موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازشیں ہو رہی تھیں اور وہ خوف کی حالت میں اپنے شہر سے نکلے تھے تو شعیب علیہ السلام نے انہیں ان الفاظ میں اطمینان دلایا:

﴿لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝﴾

''ڈرو نہیں، تم ظالموں سے نجات پا گئے ہو۔'' (القصص)

جب نبی ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے موقع پر غار میں چھپے ہوئے تھے تو نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں تسلی دی:

''اے ابوبکر! تمہارا ان دو افراد کے بارے میں کیا خیال ہے، جن کے ساتھ تیسرا اللہ عزوجل ہے؟! پریشان نہ ہو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد 313 تھی جبکہ مشرکین ان سے تین گنا زیادہ تھے۔ مسلمان جنگ کی

برادرانِ اسلام! پریشانی اور بے چینی کے لمحات میں اطمینان دلانا، خوش خبری دینا اور امید جگانا قرآن مجید کا منہج اور نبی کریم ﷺ کی سیرت کا طریقہ ہے۔

تیاری سے بغیر بدر پہنچے تھے۔ ان کی تعداد نہایت کم اور تیاری نامکمل تھی، اس لیے اسلامی لشکر کے دلوں میں بے چینی پیدا ہونا شروع ہوگئی۔ ان کا سامنا مکمل تیاری اور بھاری تعداد والے جنگجو لشکر سے تھا۔ اس خوفناک فضا اور جنگی ماحول میں اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات نازل فرمائیں تاکہ مسلمانوں کو اطمینان دلایا جائے اور ان کے دلوں میں اللہ کی رحمت کی امید جگائی جائے۔ ان کا مورال بلند کیا جائے اور انہیں دشمن سے سامنے کے لیے تیار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو کیا فرمایا: لیجیے سنیے:

''اور یاد کرو وہ وقت جب اے نبیؐ، خدا اُن کو تمہارے خواب میں تھوڑا دکھا رہا تھا، اگر کہیں وہ تمہیں اُن کی تعداد زیادہ دکھا دیتا تو ضرور تم لوگ ہمت ہار جاتے اور لڑائی کے معاملہ میں جھگڑا شروع کر دیتے، لیکن اللہ ہی نے اِس سے تمہیں بچایا، یقیناً وہ سینوں کا حال تک جانتا ہے اور یاد کرو جب کہ مقابلے کے وقت خدا نے تم لوگوں کی نگاہوں میں دشمنوں کو تھوڑا دکھایا اور ان کی نگاہوں میں تمہیں کم کر کے دکھایا تاکہ جو بات ہونی تھی اُسے اللہ ظہور میں لے آئے، اور آخر کار سارے معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔'' (الانفال)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہماری نظروں میں مشرکوں کی تعداد کم کر دی گئی، حتی کہ میں نے اپنے پہلو میں کھڑے شخص سے پوچھا: کیا خیال ہے دشمن کی تعداد 70 ہوگی؟! اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ سو ہیں۔ پھر ہم نے ایک کافر کو گرفتار کیا تو اس سے پوچھا: تم لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ اس نے بتایا کہ ایک ہزار تھی۔''

غزوہ بدر ہی میں مسلمانوں کو تسلی دینے، انہیں امید دلانے اور ان کی مدد و نصرت کرنے کیلئے ایک اور انداز میں قرآن مجید نے راہنمائی فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ ۙ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَ یُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ﴾ (الانفال)

''یاد کرو وہ موقع جب کہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک تمہیں مل جائے گا' تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تمہیں ملے مگر اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ اپنے ارشادات سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق حق ہو کر رہے اور باطل باطل ہو جائے خواہ مجرموں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔''

بندگانِ الٰہی! اللہ کے رسول ﷺ بھی قرآن مجید کے اسی طریقے کے مطابق مسلمانوں کی تربیت کیا کرتے تھے۔ جب بھی مسلمانوں کو کسی دکھ، تکلیف، خوف، بے چینی یا خوف و ہراس کا سامنا ہوتا۔ آپ انہیں امید دلاتے، تسلی دیتے اور اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرنے کا حکم دیتے۔

جنگ احزاب میں مشرکین 10 ہزار جنگجو لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تو حالات سنگین ہو گئے۔

بندگانِ الٰہی! اللہ کے رسول ﷺ بھی قرآن مجید کے اسی طریقے کے مطابق مسلمانوں کی تربیت کیا کرتے تھے۔ جب بھی مسلمانوں کو کسی دکھ، تکلیف، خوف، بے چینی یا خوف و ہراس کا سامنا ہوتا۔ آپ انہیں امید دلاتے، تسلی دیتے اور اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرنے کا حکم دیتے۔

مسلمانوں پر خوف غالب ہوگیا۔ حال یہ تھا کہ ڈر کے مارے قضائے حاجت کے لیے بھی کوئی باہر نہ نکلتا۔ مسلمانوں نے بھوک کی شدت کم کرنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھ لیے۔ اسی طرح خوف اور بھوک کی شدت میں کئی دن گزر گئے۔ شدید ترین سردی اور کھانے پینے کی اشیاء کی قلت نے حالات بدتر کر دیئے۔ جبکہ غدار، منافق اور دھوکے باز اپنی فطرت کے مطابق مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے چالیں چلنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی حالت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

﴿اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ۝﴾ (الاحزاب)

''جب وہ اُوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے تھے، جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئی تھیں، کلیجے منہ کو آ گئے تھے، اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اُس وقت ایمان لانے والے خوب آزمائے گئے اور بُری طرح ہلا ڈالے گئے۔''

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو تسلی دی، اللہ پر اعتماد کرنے کی تلقین کی، انہیں نصرت و غلبے کا وعدہ دیا اور انہیں شاندار کامیابی کی خوش خبری دی۔ انہیں روم، ایران اور صنعاء کے خزانوں کی کنجیاں حاصل ہونے کی خوشخبری سنائی۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا، تو دوران کھدائی ایک سخت چٹان آ گئی۔ جس پر کدال کا کچھ اثر نہ ہو رہا تھا۔ ہم نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے خود کدال اٹھائی اور بسم اللہ پڑھ کر اس پر ایک زور دار ضرب لگائی جس سے اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی بڑائی بیان کی اور فرمایا: ''مجھے شام کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں، اللہ کی قسم! میں اس وقت شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو اس کا دوسرا تہائی حصہ بھی ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر فرمایا اور کہا: مجھے فارس کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ مجھے مدائن کے سفید محلات نظر آ رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر تیسری ضرب لگائی تو ساری چٹان ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا: مجھے یمن کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔

میں اس جگہ سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ میری امت ان علاقوں پر غلبہ پائے گی، لہٰذا تم خوش ہو جاؤ۔'' اس طرح آپ ﷺ نے انہیں جب وہ خندق میں محصور اور سردی و بھوک سے نڈھال تھے، مستقبل میں ان علاقوں کی فتح کی بشارت دی۔

جبکہ منافق بزدل، افواہیں پھیلانے والے اور مسلمانوں کو مایوس کرنے والے تھے، انہوں نے اس خوشخبری کا مذاق اڑایا اور کہنے لگے: ہمیں قیصر و کسریٰ کے محلات کی فتح کا وعدہ دیا جا رہا ہے جبکہ حال یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کیلئے بھی باہر نہیں نکل

سکتا! یہ تو اللہ اور اس کے رسول کا بالکل جھوٹا وعدہ ہے! البتہ مومن مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے:

﴿قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۫ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب)

''یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی بات بالکل سچی تھی۔ اِس واقعہ نے اُن کے ایمان اور ان کی تسلیم کرنے کے جذبے کو اور زیادہ بڑھا دیا۔''

دوسرا خطبہ

برادرانِ اسلام! خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ لکھ دیا ہے۔ مسلمانوں کو اپنی مدد کا وعدہ دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝﴾ (المجادلة)

''اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہو کر رہیں گے فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝﴾ (محمد)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝﴾ (الحج)

''اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجا اور معبد اور مسجدیں، جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے، سب مسمار کر ڈالی جائیں اللہ ضرور اُن لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔''

اگر مسلمان دین اسلام کی مدد کرنے سے رک جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت فرمائے گا اور ایسی قوم پیدا فرمائے گا جو دین اسلام کی مددگار ہوگی۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿هَاۤ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَ اللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ۝﴾ (محمد)

''دیکھو، تم لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو اس پر تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل کر رہے ہیں، حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے اللہ تو غنی ہے، تم ہی اس کے محتاج ہو اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔''

نیز فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (المآئدة)

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ اُن کو محبوب ہوگا، جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔''

لہٰذا راستے کیسے ہی مشکل ہو جائیں، حالات کیسے بھی سنگین ہو جائیں مسلمان ہر حال میں خیر و بھلائی پاتا ہے، اور انجام کار کامرانی پرہیزگاروں کا نصیب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کے تمام معاملات سراسر خیر و بھلائی والے ہیں۔ مومن کے سوا کسی کو یہ خوبی حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی ملتی ہے تو یہ شکر کرتا ہے اور اس کے لیے شکر کرنا بہت بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے اور صبر اس کے لیے بہت بہتر ہے۔

اس لیے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، امت کو ڈرانے اور افواہیں پھیلانے سے باز آجاؤ، کیونکہ یہ دشمن کا مکروفریب اور جنگی ہتھیار ہے۔ جسے وہ مسلمانوں کی صفوں میں استعمال کرتا ہے۔ تم خوش خبری دو، امید دلاؤ، اللہ پر پختہ یقین رکھو، بلاشبہ تم ہی سربلند ہو گے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝﴾ (الصّٰفّٰت)

''اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر رہے گا۔''

باطل کے غلبے سے دھوکہ مت کھاؤ، کیونکہ اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ دے دے۔ اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ دے دے۔ شرک اور مشرکوں کو ذلیل و رسوا کر دے، اپنے توحید پرست بندوں کی مدد فرما۔ اے اللہ! اس ملک اور تمام اسلامی ملکوں کو پرامن بنا دے۔ آمین!

تنبیہ — مشرکین مکہ کا عقیدہ

حلول کر جاتی ہیں یعنی ان میں داخل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری سفارش کرتی ہیں اس لیے وہ بتوں کے سامنے ہاتھ جوڑتے، رکوع اور سجدہ کرنے کے ساتھ ان کے حضور نذر و نیاز پیش کرتے تھے اور آج بھی بتوں کے پجاری یہی کام کرتے ہیں ان کے مقابلے میں یہودی اور عیسائی قبروں کے سامنے رکوع و سجود کرتے اور ان کے حضور نذر و نیاز پیش کرتے تھے اور کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی خیال تھا اور ہے کہ فوت شدگان کی روحیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کرتی ہیں اور ہم ان کے واسطے اور حرمت سے اپنے رب کے قریب ہو جاتے ہیں ان کے اس شرک کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات کے وقت ان پر پھٹکار کی تھی۔

تواضع اور انکساری

جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

دین اسلام خوبیوں کا مرقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ماننے والے بھی بے پناہ خوبیوں اور صفات سے مزین ہو جاتے ہیں۔ ان اعلیٰ اور پسندیدہ صفات میں ایک بڑی خوبی کسی شخص کا متواضع ہونا بھی ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ متواضع انسان سے ہر کوئی محبت کرتا ہے۔ اس کے برعکس متکبر شخص معاشرے میں برا اور ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ عموماً ہم اپنی گفتگو میں کسی شخص کی صفت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: دیکھیں جی! فلاں شخص تو بہت تواضع کے ساتھ پیش آتا ہے۔ چلیں جی! اس شخص سے ضرور ملنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا منکسر المزاج واقع ہوا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو جو رہنما اصول عطا فرمائے ہیں ان میں ایک اہم اصول تواضع بھی ہے۔ ہم میں یہ کہوں کہ خود اللہ کے رسول ﷺ بھی بہت ہی متواضع تھے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ آیئے! آپ کی تواضع کی چند جھلکیاں دیکھتے ہیں:

عدی بن حاتم طائی بڑے سخی باپ کا بیٹا اور قبیلہ بنو طے کا سردار تھا۔ وہ عیسائی مذہب کا پیروکار تھا۔ سعودی عرب کے شمالی علاقے حائل میں ان کی جاگیریں تھیں۔ عدی اسلام کا شدید دشمن تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں عجیب وغریب شکوک شبہات جمع کر رکھے تھے۔ اس کی قسمت اچھی تھی کہ اس کی بہن سفانہ نے اسے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس مدینہ بھجوا دیا۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو اس کی ہیئت کذائی یہ تھی کہ ریشمی لباس پہنا ہوا، گلے میں سونے کی صلیب لٹکائی ہوئی، بڑے فخر اور تکبر کے ساتھ چلتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ ادھر اللہ کے رسول ﷺ کی تواضع کو دیکھیں کہ آپ ساتھیوں کے ہمراہ مسجد نبوی کے کچے صحن ہی میں تشریف فرما تھے۔ مسجد نبوی اس زمانے میں کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی۔ عدی بن حاتم کے تصور میں یہ تھا کہ اس نبی نے نجانے کتنا مال و دولت جمع کر رکھا ہوگا۔ کتنے بڑے بڑے محلات اور قلعے تعمیر کر رکھے ہوں گے۔ اپنی مسجد کو نجانے کس قدر خوبصورت فن تعمیر کا نمونہ بنا رکھا ہوگا، مگر جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوا تو دریائے حیرت میں غوطے کھانے لگا، اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ یہاں ہٹو بچو کی کوئی صدا تھی نہ حکمرانوں جیسا کوئی طرز زندگی تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نہایت سادہ لباس پہن رکھا تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ صحابہ کرام نے آپ کو اس طرح اپنے حصار میں لیا ہوا تھا جس طرح چاند ستاروں کے جلو میں ہوتا ہے۔

دین اسلام خوبیوں کا مرقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ماننے والے بھی بے پناہ خوبیوں اور صفات سے مزین ہو جاتے ہیں۔ ان اعلیٰ اور پسندیدہ صفات میں ایک بڑی خوبی کسی شخص کا متواضع ہونا بھی ہے۔

عدی نے گفتگو شروع کی۔ کچھ سوالات، کچھ خدشات، کچھ باتیں ذہن میں تھیں۔ ماحول کو دیکھا، اللہ کے رسول ﷺ کے چہرہ اقدس کو دیکھا، ذہن بدلنے لگا۔ دل میں خیال آیا مسجد تو بڑی سادہ سی ہے، مگر گھر نجانے کتنا عالی شان ہوگا۔ یہ نبی جو ریاست مدینہ کا حکمران بھی ہے، نہ معلوم اس نے اپنے گھر کو کس قدر مزین کر رکھا ہوگا۔ اس میں کتنا سونا چاندی جمع کر رکھا ہوگا۔ اس کی مسند، اس کے در و دیوار کتنے خوبصورت اور دل کش ہوں گے۔ عدی یہ سوچ ہی رہے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عدی! چلو باقی باتیں گھر چل کے کرتے ہیں۔

آپ نے عدی کا ہاتھ پکڑا۔ مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک دیوانی سی، نیم پاگل عورت راستہ میں کھڑی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کر رہی ہے: مجھے بعض کاموں میں آپ کی مدد درکار ہے، ذرا الگ ہو کر اطمینان سے میری بات سنیے۔ اللہ کے پیارے رسول نے عدی سے فرمایا: ذرا رکو! پھر اس عورت کی باتیں سننے لگے۔ اس کے کچھ مسائل تھے، کچھ پریشانیاں تھیں۔ آپ خاصی دیر تک ایک کونے میں کھڑے ہو کر اس پگلی عورت کی باتیں سنتے رہے۔ عدی آپ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اپنے آپ سے کہنے لگا: ارے! ان کے اندر بادشاہوں والی تو کوئی بات نہیں۔ یہ تو بے حد متواضع شخصیت ہیں۔ آپ اس عورت کے مسائل حل فرما چکے تو عدی کو گھر چلنے کے لیے اشارہ کیا۔ آپ کا گھر بھی مسجد کے ساتھ ہی ملا ہوا تھا۔ یہ گھر بھی کیا تھے؟ کچی مٹی کے نہایت سادہ حجرے تھے۔ اس کچے گھر میں داخل ہوئے۔ حتیٰ کہ وہاں بیٹھنے کے لیے کوئی خاص جگہ بھی نہیں تھی۔ عدی سوچ رہا ہے کہ اب مجھے کہاں بٹھائیں گے اور خود کہاں بیٹھیں گے؟ یہاں کوئی نشست تو سرے سے ہے ہی نہیں۔

عدی دیکھ رہا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی مبارک چادر کو کندھے سے اتارا، اسے زمین پر بچھایا۔ عدی سوچ رہا ہے کہ اب خود تو چادر پر بیٹھ جائیں گے اور مجھے زمین پر بیٹھنے کو کہیں گے، مگر وہ ہکا بکا رہ گیا جب اللہ کے رسول ﷺ نے عدی کو اشارہ کیا کہ تم اس چادر پر بیٹھ جاؤ۔ عدی نے کہا: چادر پر میں بیٹھ جاؤں تو پھر آپ کہاں بیٹھیں گے؟ آپ نے کچے فرش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: عدی! میرا کیا ہے میں تو کچے فرش پر ہی بیٹھ جاؤں گا۔ عدی کا دل پسیج چکا ہے۔ خیالات بدل چکے ہیں۔ یہ نبی تو واقعی بڑے کریم اور بہت حوصلے والے ہیں۔ یہ تو نہایت متواضع ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عدی! وہ تمہارے کچھ سوالات تھے، کچھ اشکالات تھے، پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ مگر اب سوال وجواب کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ عدی کے ذہن سے تمام اندھیرے چھٹ چکے ہیں۔ عقیدہ توحید کا نور جگمگا اٹھا ہے۔ اب ایک ہی درخواست ہے کہ مجھے کلمہ پڑھائیں اور اپنے جاں نثاروں میں شامل کر لیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا اخلاق، آپ کی تواضع بڑے بڑے ذمہ دار لوگوں کو دین کے قریب لا رہی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ ''ایمان والوں کے ساتھ تواضع سے

پیش آئیے۔'' ایک اور جگہ ارشاد ہوا: ﴿ {وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ} '' جو آپ کا اتباع کرنے والے مؤمنین ہیں' ان کے ساتھ تواضع سے پیش آیا کیجیے۔'' اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی تربیت اس انداز میں فرمائی کہ انہیں اخلاق کی اعلیٰ منازل تک پہنچا دیا۔ آیئے! ایک خوبصورت حدیث پڑھتے ہیں: ارشاد نبوی ہے: [مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ] '' صدقہ کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔'' مزید ارشاد فرمایا: [وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا] '' معاف کرنے سے بندے کو اللہ تعالیٰ اور زیادہ عزت ہی عطا فرماتا ہے۔'' [وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ] '' جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے رفعت اور سربلندی ہی عطا فرماتا ہے۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں مدینہ شریف کا معمول ایسا تھا کہ [إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ] '' مدینہ طیبہ کی کوئی عام سی لونڈی اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے ساتھ مدینہ کی کسی گلی یا محلہ میں جہاں چاہتی لے جاتی تاکہ آپ اس کی مدد فرما سکیں۔'' ذرا غور کیجیے! آپ اشرف الخلق ہونے کے باوجود ایک عام سی لونڈی کے ہمراہ اس کی مدد کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ آپ یہ بھی نہ پوچھتے کہ کہاں جانا ہے؟ یا تجھے کہاں لے جانا چاہتی ہو؟ بلکہ آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ بغیر کوئی سوال وتفتیش کیے اس کے ہمراہ تشریف لے جاتے: تاکہ اس کی مشکل دور کر سکیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے بہت آسان سی بات تھی کہ آپ کسی صحابی کو حکم دیتے کہ جاؤ ذرا دیکھو یہ لونڈی کیا چاہتی ہے؟ یا تم اس کے ساتھ جاؤ اور اس کی مدد کر کے واپس آجاؤ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ تھا آپ کا اعلیٰ اخلاق اور یہ تھی آپ کی تواضع کہ وہ عام سی لونڈی جس کا بظاہر معاشرے میں کوئی مقام ومرتبہ نہ تھا' اس کی بھی دلجوئی فرماتے۔ یہ آپ کی تواضع تھی کہ آپ معاشرے کے ان کمزور طبقات کے ساتھ حسن سلوک فرماتے جن کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ آپ ایسے بے آسرا لوگوں کے ساتھ بلا تردد چل پڑتے اور ان کے کاموں میں ان کی مدد فرماتے۔

سیدنا ابو بکر ؓ خلیفۃ رسول اللہ کے مرتبہ پر فائز ہیں' مگر آپ کی تواضع اور فروتنی دیکھیے کہ مدینہ کے اطراف میں ایک بوڑھی خاتون رہتی تھی۔ آپ صبح سویرے اس کے گھر تشریف لے جاتے' گھر کی صفائی کر دیتے' پانی بھر دیتے اور روزمرہ کی دیگر ضروریات فراہم کر کے اپنی ذمہ داریوں پر واپس آجاتے۔

قارئین کرام! آج کے دور میں کیا ذمہ داران حکومت اس قسم کا کام کرنے کے بارے میں سوچ سکتے ہیں؟ مگر ہمارے سلف صالحین کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی رعیت کے ان افراد کی مدد کے لیے بنفس نفیس تشریف لے جاتے' ان کی ضروریات زندگی کو اپنے ہاتھوں پورا کرتے جنہیں معاشرے میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا؛ حالانکہ وہ کسی ماتحت کو بھی اس کام کے لیے بھجوا سکتے تھے۔

ہمارے سلف صالحین کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی رعیت کے ان افراد کی مدد کے لیے بنفس نفیس تشریف لے جاتے' ان کی ضروریات زندگی کو اپنے ہاتھوں پورا کرتے جنہیں معاشرے میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا؛ حالانکہ وہ کسی ماتحت کو بھی اس کام کے لیے بھجوا سکتے تھے۔

سیدنا ابو بکر صدیق کی زندگی سے ایک اور مثال پڑھ کر ہم ذرا آگے بڑھیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی حیاۃ طیبہ کے آخری ایام میں اسامہ بن زید ؓ کو حکم دیا کہ وہ ایک لشکر لے کر مؤتہ کے مقام پر جائیں۔ یہ رومیوں کا علاقہ تھا۔ یہاں اسامہ کے والد زید بن حارثہ کو شہید کیا گیا تھا۔ آج کل یہ علاقہ اردن میں ہے۔ اسامہ بن زید ؓ نو عمر تھے' مگر آپ ﷺ نے اس لشکر کا جسے تاریخ جیش اسامہ کے نام سے یاد کرتی ہے' اسامہ بن زید کو کمانڈر انچیف مقرر فرمایا تھا۔ اسی اثناء میں اللہ کے رسول ﷺ بیمار ہو جاتے ہیں۔ سیدنا اسامہ کی والدہ ام ایمن نے اللہ کے رسول ﷺ کے چہرہ اقدس کو دیکھا تو اسامہ سے کہنے لگیں: میں بنو ہاشم کی پرانی خدمت گار چلی آرہی ہوں۔ اللہ کے رسول پر بیماری کے اثرات اچھے نظر نہیں آرہے۔ تم لوگ کچھ عرصہ کے لیے رک جاؤ، کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ پھر واقعی ایسا ہوا کہ آپ ﷺ اسی بیماری میں اللہ کے پاس چلے گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ نے خلافت سنبھالی تو سب سے پہلا حکم یہ جاری کیا کہ لشکر اسامہ کو مؤتہ کے لیے روانہ کر دیا جائے۔ اسامہ اپنے لشکر کے ساتھ جرف کے مقام پر رکے ہوئے ہیں۔ خلیفہ اول لشکر کو الوداع کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ سیدنا اسامہ ؓ گھوڑے پر سوار ہیں۔ ابو بکر صدیق ؓ تشریف لائے تو گھوڑے کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ چلتے چلتے اسامہ ؓ کو ہدایات دے رہے ہیں۔ سیدنا اسامہ ؓ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ سے ہر لحاظ سے چھوٹے ہیں۔ عرض کرتے ہیں: [يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ! لَتَرْكَبَنَّ أَوْ لَأَنْزِلَنَّ] ''اللہ کے رسول ﷺ کے خلیفہ! یا تو آپ بھی سواری پر بیٹھ جائیں یا پھر مجھے اترنا ہوگا۔'' کیوں کہ آپ بڑے ہو کر چل رہے ہوں اور میں چھوٹا ہو کر سواری پر بیٹھا رہوں یہ ادب کے خلاف ہے۔ صدیق اکبر ؓ کی تواضع ملاحظہ فرمایئے کہ آپ نے فرمایا: [وَاللَّهِ! لَا تَنْزِلُ وَوَاللَّهِ! لَا أَرْكَبُ] ''اللہ کی قسم! نہ تو آپ اتریں گے اور نہ ہی میں سوار ہوں گا۔'' فرمانے لگے: [وَمَا عَلَيَّ أَنْ أُغْبِرَ قَدَمَيَّ سَاعَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ] ''میرا کیا جاتا ہے اگر میرے قدم اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر غبار آلود ہو جائیں'' صدیق اکبر کا مقصد یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں نکلنے والے اس لشکر کے ساتھ تھوڑی دیر ہی سہی اگر میں چند قدم چل لیتا ہوں تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی۔

قارئین کرام! سیدنا عمر فاروق ؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ مدینہ طیبہ میں ان کی ضرورت تھی۔ جب سیدنا ابو بکر صدیق لشکر اسامہ کو روانہ کر کے واپس جانے لگے تو اسامہ سے فرمانے لگے: [إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُعِينَنِي بِعُمَرَ فَافْعَلْ] ''اگر تم مناسب سمجھو تو عمر کو میرے پاس مدینہ ہی میں چھوڑ جاؤ۔'' کیونکہ مجھے امور خلافت میں ان کے مشوروں کی ضرورت رہے گی۔ [فَأَذِنَ أُسَامَةُ لِعُمَرَ بِالْمُقَامِ] ''چنانچہ اسامہ ؓ نے سیدنا عمر ؓ کو مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔

میرے خیال میں آگے بڑھنے سے پہلے کیوں نہ ہم تھوڑا سا رک کر اس واقعہ پر غور وفکر کریں کہ تواضع اس چیز کا نام ہے کہ ابو بکر صدیق خلیفۃ المسلمین ہیں۔ اسامہ

ان کے ماتحت ہیں' مگر اس کے باوجود وہ ان کے گھوڑے کے ساتھ پیدل چل رہے ہیں۔ پھر واپس جاتے ہوئے انہی سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمات مدینہ کے لیے طلب کر رہے ہیں حالانکہ اگر آپ براہ راست بھی یہ حکم جاری کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے۔

مسلمانوں نے جو دنیا پر حکومت کی اور اتنی بڑی بڑی طاقتوں کے خلاف فتوحات حاصل کیں تو اس کا ایک سبب ان کا اعلیٰ اخلاق اور تواضع بھی تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ نہایت مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ کسریٰ کا ایلچی ان سے ملنے کے لیے مدینہ طیبہ آتا ہے۔ ممکن ہے اس کے پاس کوئی اہم لیٹر ہو۔ مدینہ آیا تو اس نے لوگوں سے کہا: میں تمہارے خلیفہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ بتاؤ قصر خلافت کدھر ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ ہمارے خلیفہ کا کوئی محل نہیں ہوتا' وہ ایک عام سے کچے مکان میں رہتے ہیں۔ اسے تعجب ہوا' مگر فوراً ہی اس نے پوچھا: میں ان سے کس جگہ ملاقات کر سکتا ہوں۔ جواب ملا: انہیں کوئی کام تھا اس لیے وہ آج مدینہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس نے ایک آدمی کو ساتھ لیا اور سیدنا عمر فاروق سے ملاقات کے لیے مدینہ سے باہر چلا گیا۔ تلاش کے بعد اس نے دیکھا کہ امیر المؤمنین سر کے نیچے ایک کچی اینٹ رکھے ایک درخت کے سائے تلے آرام کر رہے ہیں۔ اس نے دیکھا کہ نہ کوئی باڈی گارڈ ہے نہ پہرہ دار نہ کوئی چوکیدار' آپ اکیلے ہی بغیر سیکیورٹی کے لیٹے ہوئے ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ اتنی بڑی سلطنت کا واحد حکمران جس سے دنیا کے سارے حکمران ڈرتے ہیں' اسے کسی دشمن کا ڈر اور خوف نہیں۔ پھر اس نے چند الفاظ کہے جنہیں تاریخ نے اپنے سینے میں محفوظ کر لیا: [حَكَمْتَ فَعَدَلْتَ فَأَمِنْتَ فَنِمْتَ يَا عُمَرُ] ''اے عمر! آپ نے حکومت کی تو ایسے انداز میں کی کہ عدل وانصاف کو مضبوطی سے تھام کر رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ امن وامان میں ہیں اور بے خوف ہو کر تنہا اس درخت کے نیچے مزے کی نیند سو رہے ہیں۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے امت کو تواضع کے حوالے سے کتنے ہی دروس ذہن نشین کروائے ہیں۔ بعض لوگ اپنے آپ کو اور اپنے آباؤ اجداد کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ ہم فلاں خاندان یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: [كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ] ''تم سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔'' [وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ] ''اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے تھے۔''

اسلام نے واضح کر دیا کہ کسی شخص کی عزت ونجابت کا باعث اس کا کسی بڑے خاندان سے ہونا نہیں' بلکہ عزت وتکریم اس کے لیے ہے جس کے اعمال اچھے ہیں۔ ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾ ''اللہ کے نزدیک تم میں معزز ترین آدمی وہ ہے جو تقویٰ میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہے۔'' فرعون نے تکبر کیا تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اسے اللہ رب العزت نے نیل کے پانیوں میں ڈبو کر نشان عبرت بنا دیا۔ ابوجہل' ابولہب' امیہ بن خلف' عتبہ بن ربیعہ' اس کا بیٹا ولید بن عتبہ' بھائی شیبہ بن ربیعہ' یہ سب بڑے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا تعلق عرب کے مشہور ترین اور معزز ترین قبیلے قریش سے تھا' مگر تکبر' فخر' ریاکاری' اور حق سے دوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں جہنم کی بشارت دی گئی۔ دوسری طرف دیکھیے بلال بن رباح' صہیب رومی' سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور ان کے کتنے ہی ہم سفر لوگوں نے حق کو پہچانا' تکبر سے دوری اختیار کی اور نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری دے دی گئی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے فرمایا: دنیا میں جتنے بھی انبیائے کرام آئے ہیں' سب نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند سکوں کے عوض چرایا کرتا تھا۔ اللہ اکبر! امام الانبیاء کا مقام ومرتبہ کس قدر بلند ہے' مگر سب کے سامنے بکریاں چرانے کا اعتراف کر رہے ہیں۔..... (جاری ہے)

بقیہ دنیا کی حقیقت

مستورد بن شداد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے، پھر وہ دیکھے کہ اس کی انگلی (کتنے پانی کے ساتھ) پلٹی ہے۔''

⑦ جو مسلمان دنیا کی بھول بھلیوں میں بھٹک جاتے ہیں، انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دنیا کافر کے لیے جنت اور مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ امام مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت (کی مانند) ہے۔''

⑧ جو لوگ دنیا کو اپنی تمام کاوشوں کا مستحق سمجھتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں کیونکہ دنیا تو ایک سفر ہے اور مسافر کبھی منزل مراد پر پہنچنے سے پہلے اپنے پڑاؤ کو مستقل حیثیت نہیں دیتا، بلکہ وہ جہاں بھی پڑاؤ ڈالتا ہے تو اس کے دل میں اپنی منزل پر پہنچنے کی تڑپ برابر جاری رہتی ہے۔ امام بخاریؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے کندھے سے پکڑا اور کہا: ''دنیا میں اس طرح (زندگی بسر) کر جیسے تو پردیسی ہو یا مسافر۔''

⑨ بہت سے لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی رضا بیک وقت حاصل کرنا ناممکن سی بات ہے، لیکن اگر وہ دنیا سے بے رغبتی کرے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کچھ دیا ہے، اسی پر قناعت کر لیں تو وہ خالق ومخلوق دونوں کی رضا حاصل کر لیں گے۔ امام ابن ماجہؒ حضرت سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! آپ میری کسی ایسے عمل کی طرف راہنمائی فرمائیں جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کریں اور لوگ بھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبتی اختیار کر، اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کریں گے، (اسی طرح اگر تو) جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے، اس سے بے نیاز ہو جائے تو لوگ بھی تجھ سے محبت کریں گے۔

⑩ اگر یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھنے والا اس دنیا سے ایک گھونٹ بھی نہ پی سکتا، لیکن جب اس دنیا کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی حیثیت ہی نہیں تو کافر اور مشرک بھی دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ امام ترمذیؒ حضرت سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتے۔''

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دنیا کی حقیقت جاننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین!

غلط افکار و خیالات سے کیسے بچیں؟!

تحریر: جناب مولانا عبدالمنان

ہم میں سے ہر شخص ایک خاص انداز فکر ونظر کا مالک ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے گرد وپیش کے حالات کو دیکھتا اور احوال وحوادث پر نظر رکھتا ہے۔ کوئی رونما ہونے والے حادثات کے ساتھ حکمت ودانائی کا رویہ اختیار کرتا ہے جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ لوہے کو لوہے سے کاٹا جائے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے' یہی اس کا حل ہے۔ کوئی اندھے چشمے سے دیکھتا ہے تو اسے سفید اور کالا ہی نظر آتا ہے اور دھندلے پن کی وجہ سے صورت حال واضح نہیں ہو پاتی۔ وہیں دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنا چشمہ اچھی طرح صاف کر کے رکھتے ہیں تو انہیں ہر چیز کا اصلی رنگ نظر آتا ہے' سے کالا کالا نظر آتا ہے اور سفید سفید۔ اسی طرح لال ہرا اور دیگر رنگ پھر وہ ان رنگوں کے حسین امتزاج سے بہترین منظر کشی اور اعلیٰ افکار کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ایک عورت کبھی اپنے بچے کو خوب مارتی پیٹتی ہے اور بسا اوقات بدکلامی سے بھی پیش آتی ہے۔ کبھی یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک استاذ اپنے شاگرد کے چہرے پر محض اس وجہ سے طمانچہ رسید کر دیتا ہے کہ وہ اس کی کوئی بات صحیح طرح نہیں سمجھ پایا تھا۔ اگر ہم ان دونوں رویوں پر غور کریں اور ان کے اندرون میں جھانک کر دیکھنے کی کوشش کریں تو پتہ چلے گا کہ عورت اپنے بچوں کو ان کے باپ سے ناراضگی کے باعث سزا دے رہی تھی۔ دوسری طرف استاذ نے ایسا اس لیے کیا تھا کہ اسے بھی بچپن میں کوئی چانٹا پڑا تھا تو جذبہ انتقام سے بے قابو ہو کر اس نے یہ حرکت کر دی۔ یا اپنی بڑائی کے احساس کی وجہ سے ہر اس شخص کو حقارت سے دیکھنے لگا جو اس کی بات نہ سمجھ پائے۔ مشہور مقولہ ہے کہ ''برتن میں جو ہوگا وہی ٹپکے گا۔''

بعض لوگ غیبت وچغلی کو اپنا پسندیدہ پیشہ بنائے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ کسی بھی تقریب میں بدتمیزی سے پیش آنے اور ہر کسی کو لعن طعن کرنے' نیز کسی کو پریشان دیکھ کر طرح طرح کے تماشے کرنے کو اپنا محبوب مشغلہ بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ کل مسئلہ طبیعت کی اچھائی وخرابی کا ہے' جبکہ طبیعت عادات واطوار سے بنتی ہے اور عادتوں کا انحصار نیتوں پر اور نیتوں سے مراد افکار وخیالات ہیں۔ سوچ اچھی ہوتی ہے تو انسان اچھے ذرائع استعمال کرتا ہے اور اچھی گفتار وکردار کا مالک ہوتا ہے اور سوچ اچھی نہیں تو یقین جانو کہ شخص سرکش گھوڑے پر سوار ہو کر اسی کے پیروں تلے روندا جاتا ہے۔ سچ فرمایا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے: ''اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے اور انسان کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہوتی ہے۔''

افکار وخیالات اچھے ہوں یا برے' وہ تو بیج ہیں جن کا پھل انسان کے اخلاق وکردار کی شکل میں نظر آنا فطری ہے۔ اور جو سوچ آدمی کے اندرون میں پرورش پاتی ہے وہ طاقت بن کر اس کے کردار کو ایک نہ ایک دن لامحالہ بدل ڈالتی ہے۔

فرد ہو یا جماعت' زیادہ تر غلطیوں کا صدور غلط افکار وخیالات کی بنا پر ہوتا ہے۔ ایک انسان جسے خوشحالی' فارغ البالی' نیک بختی کے تمام وسائل میسر ہیں لیکن اس کی ظاہری ہیئت سے لگتا ہے کہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں' ایسے شخص کی فکر وسوچ کے بارے میں چھان بین ہی سے اس کی اصلیت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ فکری ناکامیاں جن سے انسان گذر چکا ہوتا ہے' اسے آگے بڑھانے یا پیچھے دھکیلنے میں بڑا اہم کردار ہوتا ہے اور ان سے پیچھا چھڑانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

جو انسان صرف اپنے بھلے کے لیے فکر مند رہتا ہے اور اپنی مدد اور اپنی بزرگی کے لیے بدلے کے جذبات پالتا ہے اس پر انانیت کا غلبہ اور خود پسندی حاوی ہو جاتی ہے' اس کے سامنے کسی اور کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی۔ وہ زبان حال سے کہہ رہا ہوتا ہے کہ ''جو بھی کچھ ہے میرے دم سے' میں نہ ہوں تو کچھ بھی نہیں بچے گا۔ پورا فوکس اسی پر ہونا چاہیے۔''

جو شخص لوگوں کا محض اس غرض سے جائزہ لیتا ہے کہ ان کا میرے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور وہ لوگوں کی توجہ کا مرکز کیسے بنے؟ لوگوں کو اپنے احترام پر کس طرح مجبور کیا جا سکتا ہے؟ درحقیقت ایسے شخص نے اپنے آپ کو لوگوں کا غلام بنا لیا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کی کارگذاریاں تو لوگوں کو متاثر ہی نہیں کر رہی تو اپنی تمام تر تگ ودو کو بے سود تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا ادراک ہی نہیں ہوتا:

﴿وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (الانعام: ۱۱۶)

''اگر آپ زمین والوں کی اکثریت کی بات مانیں گے تو وہ آپ کو اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیں گے۔''

افکار وخیالات اچھے ہوں یا برے' وہ تو بیج ہیں جن کا پھل انسان کے اخلاق وکردار کی شکل میں نظر آنا فطری ہے۔ اور جو سوچ آدمی کے اندرون میں پرورش پاتی ہے وہ طاقت بن کر اس کے کردار کو ایک نہ ایک دن لامحالہ بدل ڈالتی ہے۔ جو انسان اپنے دل میں کینہ کپٹ کے بیج لیے پھرے گا ایک وقت آئے گا کہ وہ بیج تھوہر کا پیڑ بن کر سامنے آئے گا اور جو انسان دھوکہ دھڑی' تکبر وگھمنڈ یا حسد اور انانیت سینے میں چھپائے رکھے گا تو لازمی طور پر ایک وقت آئے گا جب اس کے سینہ کا غیظ وغضب باہر نکل آئے گا۔

ہر فکر کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے جس تک پہنچنے کی انسان شعوری یا غیر شعوری طور پر کوشش کرتا ہے۔ پھر اس مقصد کی جانب نیتیں وجود میں آتی ہیں۔ پھر یہی فکر' اقوال وافعال کی شکل اختیار کرتی ہیں جن کی بہتات سے عادات واطوار جنم لیتے ہیں اور ان عادتوں سے طبیعتوں کا تناور درخت وجود میں آتا ہے یہاں تک کہ انسان جس امر کو خود ناپسند کرتا تھا اسی کا عادی ہو جاتا ہے اور پریشان ہو کر کہتا ہے کہ اب کیا کروں؟ اس کے بعد انسان کے اس سے نکلنے کا راستہ تلاش کرنے اور اس سے آزادی نیز

غلط افکار کی شکل میں جو گندگیوں کا ڈھیر نہاں خانوں میں لگا ہوا تھا اور دل جن کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا' ان کو توڑنے پھوڑنے کی جستجو کرنے لگتا ہے اور بگڑے ہوئے حالات کو سدھارنے کی کوشش کرتا ہے۔

انسان کی طبیعت میں جو بھی ہے اس کو بدلا جا سکتا ہے نیز اس کی اصلاح کی جا سکتی ہے' اس کی واضح مثال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے لمبی لمبی عمریں معصیت و نافرمانی میں گذاری تھیں۔ لیکن جب اپنے پروردگار کی پکار پر لبیک کہہ دیا تو اپنی طبیعتوں پر حیران کن سطح پر قابو پایا اور معاصی و منکرات کی قید سے آزاد ہو کر دنیا کے مالک بن گئے اور مشرق و مغرب سب ان کے زیر نگیں ہوا۔

اگر آپ ایسی طبیعت کے مالک ہیں جس نے آپ کو بدترین ٹھکانے تک پہنچا دیا ہے تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنا دل مضبوط کر کے ان گندی نیتوں اور طبیعتوں کو مسترد کرنے' ان افکار وخیالات کو بدلنے کے لیے ان کی سنگینی کے پیش نظر مضبوط ارادہ اور سچی عزیمت کا مظاہرہ کریں اور ان افکار وخیالات کو اللہ کی رضا کے تابع کریں۔ آپ کا یہ اقدام غلط قسم کے افکار وخیالات سے آزادی کی جانب اہم قدم ہوگا۔

عقلمند انسان ہمیشہ صحیح سمت اور صحیح راستہ اختیار کرتا ہے' ماضی کی ناکامیوں اور مستقبل کے خدشات میں سے جو چیز بھی اس کے راستے کا روڑا بننے کی کوشش کرتی ہے اس کو بالکل خاطر میں نہیں لاتا اور قطعاً اس کی پروا نہیں کرتا بلکہ اسے یکسر مسترد کر دیتا ہے۔ کیونکہ ماضی کی ناکامیاں اور مستقبل کے خدشات ہی غلط سوچ اور اوٹ پٹانگ اقدامات کے محرک بنتے ہیں۔ ایک مسلمان ہمیشہ ان باتوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ اس کا اس بات پر کامل یقین و پختہ اعتقاد ہوتا ہے کہ ماضی میں جو بھی ہوا اس کا تعلق اللہ کے فیصلے اور تقدیر سے تھا لہٰذا اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔ نیز اس میں یقینی طور پر اللہ کی کوئی حکمت تھی' آج نہیں تو کل اس کا پتہ چل ہی جائے گا۔ رہے مستقبل کے اندیشے تو اس کے پیش نظر یہ فرمان الٰہی ہوتا ہے:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (التوبہ: ۵۱)

''کہہ دو کہ ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے کہ جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہو' وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو اللہ ہی کا بھروسہ رکھنا چاہیے۔''

ہم اگر اپنے دل و دماغ میں بلند خیالات کے بیج بوئیں گے تو لازمی طور پر ان سے ایسے درخت پیدا ہوں گے جن کے پھل خوش گوار ذائقہ دار ہوں گے۔ آج مصلحین میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو گلا پھاڑ پھاڑ کر اعلیٰ اخلاق کا ڈھنڈورہ پیٹنے اور بلند کردار کی دہائی دیتے ہیں۔ لیکن ان کے اندر جھانک کر دیکھو تو وہ خود اعلیٰ اخلاق و بلند کردار سے تہی دست ملیں گے۔ کیونکہ ان کی نیتوں میں خلوص اور باتوں میں سچائی نہیں بلکہ ان کی تمام تر تگ و تاز ذاتی مصلحتوں و دنیاوی مفادات کے لیے ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس قسم کے گمراہ کن افکار و گھٹیا خیالات سے دور رہنا چاہیے کیونکہ کبھی نہ کبھی اس کا نقصان ظاہر ہو ہی جاتا ہے' عربی شاعر زہیر بن ابی سلمٰی نے ٹھیک ہی کہا ہے:

ومهما تكن عند امرئ من خليقة
وان خالها تخفى على الناس تعلم

''آدمی کے اخلاق جیسے بھی ہوں گے وہ ضرور ظاہر ہو کر رہیں گے' وہ لاکھ سمجھتا رہے کہ لوگوں کو ان کا پتہ نہیں چلے گا۔''

لہٰذا ہماری سوچ و فکر اچھی ہو' شرعی بنیادوں پر ہو اور جب ہم غلط رسوم و رواج و عادات سے بیزار ہو کر ان کی اصلاح کریں تو انہیں جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کریں تاکہ وہ پھر دوبارہ کسی بھی شکل میں نمودار نہ ہو سکیں۔ نیز اندرون میں جھانک کر دیکھیں اور وہ کسی بھی شکل میں ہوں تو ان کی بیخ کنی کریں اور ان سے چھٹکارا پائیں کیونکہ ڈاکٹر کی نظر مرض پر نہیں اس کے اسباب پر ہوتی ہے جن کے ازالے کی وہ دوا دیتا ہے پھر شفا اللہ کے حکم سے ملتی ہے۔

انسان آزمائش کے مختلف مرحلوں سے گذرتا ہے' اسے ہر مرحلہ پر اس بات کی کوشش کرنا چاہیے کہ اس کی ذات سے کوئی بھی قول' فعل ارادہ اور فکر ایسی سرزد نہ ہو جسے وہ خود پسند نہیں کرتا بلکہ جو اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہو اس کی کوشش ہونا چاہیے کہ کتاب وسنت کے سرچشمہ صافی سے ماخوذ تعلیمات ہی کو اپنائے۔ اگر اچانک کوئی صورت حال یا ناگہانی مصیبت پیش آجائے تو فیصلہ کرنے یا زبانی ردعمل ظاہر کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے بلکہ خوب سوچ سمجھ کر اور نشیب و فراز پر غور و فکر کرنے کے بعد کسی حتمی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾ (الاعراف ۲۰۱)

''یقیناً جو لوگ متقی ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ چونک پڑتے ہیں' پھر یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

ایک مسلمان کو اس بات پر سب سے زیادہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ نفسانی خواہشات سے اوپر اٹھ کر صحیح سوچ اختیار کرے' اسے لوگوں کے درمیان اپنی عزت چلی جانے' اپنی شخصیت کے متزلزل ہونے یا ناپسندیدگی کا جو بھی احساس ہوتا ہے وہ صورت حال سے غافل نہیں ہوتا بلکہ فوراً حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحیح سمت کی جانب گامزن ہو جاتا ہے اور اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اسے راضی کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے اور اس طرح ہلاکت و بربادی سے نجات مل جاتی ہے۔

عقلمند انسان ہمیشہ صحیح سمت اور صحیح راستہ اختیار کرتا ہے' ماضی کی ناکامیوں اور مستقبل کے خدشات میں سے جو چیز بھی اس کے راستے کا روڑا بننے کی کوشش کرتی ہے اس کو بالکل خاطر میں نہیں لاتا اور قطعاً اس کی پروا نہیں کرتا بلکہ اسے یکسر مسترد کر دیتا ہے۔

وی پی آ رہا ہے

⊙ جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی و اخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

مشرکین مکہ کا عقیدہ اور غلط فہمیاں

تحریر: جناب یاسر پیرزادہ

مسلمانوں کی کثیر تعداد کا خیال ہے کہ شاید مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے منکر تھے۔ اس لیے قرآن مجید نے انہیں مشرک اور کافر کے نام سے مخاطب کیا اور ان کے انجام کے بارے میں بتلایا ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلتے اور چلاتے رہیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مشرکین کے عقیدہ کے بارے میں یہ سوچ غلط فہمی اور کم علمی پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید کی درجنوں آیات میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق، مالک اور معبود مانتے تھے گویا کہ وہ رب تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے قائل تھے۔ لیکن اس کے باوجود قرآن انہیں کافر اور مشرک کے لفظ سے پکارتا اور ان کا انجام جہنم بتلاتا ہے۔ آئیں سب سے پہلے چند آیات کے حوالے سے مشرکین مکہ کا عقیدہ جانیں اور پھر یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا غلط فہمیاں تھیں جس بنا پر وہ مشرک اور کافر قرار پائے اور ابدی جہنم کے سزاوار ٹھہرے حالانکہ ان کا عقیدہ تھا کہ

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝﴾ (الزخرف)

''اور آپ ان سے سوال کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے کہیں گے کہ ''اللہ'' نے پیدا کیا ہے پھر وہ کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں؟''

﴿وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (العنکبوت)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ زمین و آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے۔ اور چاند اور سورج کو کس نے مسخر کیا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے پھر کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کون آسمان سے پانی برساتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے ''اللہ'' ہی ایسا کرتا ہے۔ کہیں کہ تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں۔ مگر ان میں اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

شکر! اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توحید کا علم اور سمجھ عطا فرمائی ہے۔ شکر! اس بات پر کہ مشرک کے پاس توحید کے مقابلے میں حقیقی دلائل نہیں ہوتے۔

مشرکین کی پہلی غلط فہمی

مکہ والوں کا خیال تھا کہ ہم گنہگار ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ہماری نہیں سنتا' گناہگار بالخصوص بڑے بڑے جرائم کرنے والے لوگوں کو ہمیشہ سے یہ غلط فہمی رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم گناہگاروں کی نہیں سنتا وہ صرف نیک لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے۔ اس غلط فہمی کی بنا پر کچھ لوگ جرائم میں آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ انہیں موت آ لیتی ہے۔ کچھ لوگوں کا یہ یقین ہوتا ہے کہ جب تک کسی مرشد یا بزرگ کو راضی نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اس غلط فہمی کو ان لوگوں نے مزید پختہ کیا ہے جو مذہب کے نام پر مال بٹورتے اور لوگوں کی حرمتوں سے کھیلتے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں میں بے شمار بزرگ اور علماء، ہندوؤں میں سادھو اور جوگی۔ عیسائیوں میں پادری اور پوپ اور یہودیوں میں ربی اور درویش اس کام کے لیے بدنام ہیں اور یہ لوگ دین اور توبہ کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کی یوں نشاندہی فرمائی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (التوبۃ: 34)

''اے مسلمانو! کثیر علماء اور مشائخ۔ ناحق لوگوں کے مال کھاتے ہیں اور وہ ''اللہ'' کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔''

ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو بچانے اور گناہ گاروں کو تسلی دینے کے لیے ارشاد فرمایا

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝﴾ (الزمر)

''اے نبی ﷺ! میرے بندوں کو بتلائیں کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا۔ یقیناً اللہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ معاف کرنے اور مہربانی فرمانے والا ہے۔''

ربِ کریم اور غفور الرحیم نے گناہگاروں بالخصوص کفر و شرک اور بڑے بڑے جرائم کرنے والوں کو نہایت پیارے انداز میں بلایا اور یقین دلایا ہے کہ اے میرے بھٹکے ہوئے بندو! تمہیں مایوس ہونے، کہیں جانے اور در در کی ٹھوکریں کھانے کی ضرورت نہیں، آؤ میری بارگاہ میں آجاؤ، تم جیسے بھی ہو میرے ہی بندے ہو' میری رحمت بے کنار ہے اس لیے میری رحمت سے مایوس نہیں ہونا۔ یقین کرو کہ میں تمہارے سب کے سب گناہ معاف کردوں گا کیونکہ میں معاف کرنے والا اور مہربان ہوں

حضرات! اس آیت کریمہ کی بار بار تلاوت کریں اور اس کے الفاظ پر غور فرمائیں کہ کہ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ اپنا عظیم نام ''اللہ'' لے کر نبی اکرم ﷺ کو فرمایا ہے کہ میرے بندوں کو کہیں کہ میری رحمت سے مایوس نہیں ہونا کیونکہ میں ہی گناہوں کو معاف کرنے اور توبہ قبول فرمانے والا ہوں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تمہارے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری کسی بے آب و گیاہ میدان میں گم ہوجائے۔ اس کے کھانے پینے کا سامان بھی اس پر ہو۔ وہ اس کی تلاش کرنے کے بعد مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے تلے لیٹ جائے، مایوسی کے بعد اپنی سواری کو اپنے سامنے

کھڑا پائے۔ اس کی لگام تھامتے ہوئے پھر خوشی کے عالم میں پکار اٹھتا ہے۔ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ وہ انتہائی خوشی کے باعث بے ساختہ اتنے گناہ کی بات کہہ دیتا ہے۔ مگر پھر بھی اس کا رب اس پر ناراض نہیں ہوتا۔ بندے کی توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس مسافر سے بھی زیادہ اپنے بندے پر خوش ہوتا ہے۔''

مکہ والوں کی دوسری غلط فہمی

اکثر لوگ اپنے گناہوں اور بے علمی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہمارا اللہ تعالیٰ تک پہنچنا مشکل ہے اسی طرح ہماری فریاد بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس لیے ہمیں ایسے طریقے اور وسائل بروئے کار لانے چاہئیں جس سے ہماری دعا ''اللہ تعالیٰ'' تک پہنچ سکے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہی غلط فہمی تھی جس بنا پر انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اے نبی کریم ﷺ! ہمیں بتایا جائے کہ ہمارا رب ہم سے کتنی دوری اور مسافت پر ہے تاکہ ہم اپنی آواز کو اسی قدر بلند کرنے کی کوشش کریں، اس محدود سوچ اور فکری اُلجھن کے جواب میں فرمایا گیا کہ میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں کہ میں ان سے کتنا دور ہوں۔؟ اے نبی ﷺ! آپ ان کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ میں اپنے اقتدار اور اختیار، علم وآگہی اور فضل وکرم کے لحاظ سے ہر وقت اپنے بندوں کے قریب رہتا ہوں۔ میری رفاقت اور رحمت اس قدر قریب اور دائمی ہے کہ میں انسان کی شہ رگ سے بھی قریب تر ہوں، یہاں تک کہ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے جذبات اور اس کے ذہن میں اُبھرنے والے خیالات سے ہر لحہ آگاہ رہتا ہوں:

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝﴾ (البقرة)

جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھتے ہیں۔ انہیں بتائیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر بلانے والے کی صدا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ انہیں بھی چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر مکمل ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی شہ رگ سے قریب تر ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے لیے تین مرتبہ (نَحْنُ) جمع کی ضمیر استعمال فرمائی ہے' جمع کی ضمیر میں رعب اور دبدبہ پایا جاتا ہے جس میں انسان کو بار بار احساس دلایا گیا ہے کہ ہم نے تجھے پیدا کیا ہے ہم تیرے دل کے احساسات اور جذبات کو جانتے ہیں۔ ہم تیری شہ رگ سے بھی زیادہ تیرے قریب ہیں اور جو کچھ بھی تو کرتا ہے ہمارے ملائکہ اسے لکھتے جارہے ہیں۔ جسے قیامت کے دن تیرے سامنے من وعن رکھ دیا جائے گا۔ اس بات کا انسان کو جتنا احساس اور خیال رہے گا اتنا ہی وہ اپنے رب کے قریب اور اس کا تابع فرمان رہے گا، یہ خیال اور عقیدہ جتنا کمزور ہوگا اتنا ہی انسان اپنے رب کا نافرمان اور اس سے دور ہوتا جائے گا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا انسان کے قریب ہونے کا تعلق ہے وہ اپنے علم، اختیار اور اقتدار کے اعتبار سے انسان کی شہ رگ سے زیادہ اس کے قریب ہے لیکن ذات کے اعتبار سے وہ عرشِ معلیٰ پر جلوہ افروز ہے جس طرح اس کی ذات کو لائق ہے:

مشرکین کی تیسری غلط فہمی

مشرکین مکہ کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا کائنات کا نظام نہیں چلا سکتا اس لیے اس نے کچھ اختیارات بعض بزرگوں کو دے رکھے ہیں۔

﴿وَ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝﴾ (ص)

انہوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا آگیا ہے۔ کفار کہنے لگے کہ یہ ساحر اور بڑا جھوٹا ہے۔ کیا اس نے تمام معبودوں کو چھوڑ کر بس ایک ہی معبود بنا لیا ہے۔ یقیناً یہ بڑی عجیب بات ہے۔ یہ کہتے ہوئے سردار اُٹھ کھڑے ہوئے کہ لوگوں کو سمجھاؤ کہ اپنے معبودوں پر قائم رہیں بلاشبہ یہ بات کسی اور مقصد کے لیے کہی جارہی ہے۔ ہم نے یہ بات پہلے زمانہ میں نہیں سنی۔ یقیناً یہ ایک بناوٹی بات ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی توحید کا معاملہ ہے یہ عقیدہ ان کے لیے اس لیے تعجب کا باعث تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے ہر مشکل اور ضرورت کے لیے الگ الگ خدا بنا رکھے ہیں' اتنے خداؤں کے باوجود ہماری حاجات اور ضروریات پوری نہیں ہوتیں اور ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی مشکلات کا مداوا نظر نہیں آتا تو ایک اللہ ہماری مشکلات کس طرح حل کرسکتا ہے؟ جس کی یہ رسول دعوت دیتا ہے یہ عجب عقیدہ ہے۔

اس دعوت کی مخالفت میں انہوں نے یہ بات طے کی کہ ہر قبیلے کا سردار اپنے اپنے قبیلے کے لوگوں کو سمجھائے کہ لوگو! اپنے اپنے خداؤں اور دیوتاؤں پر پکے رہو! اگر تم نے کسی قسم کی غفلت اور سستی کا مظاہرہ کیا تو یہ نبی تم پر برتری حاصل کرلے گا اور اس کا یہی مقصد ہے۔ جہاں تک اس کی دعوت کا تعلق ہے ہم نے پہلے لوگوں سے یہ بات نہیں سنی، حقیقت یہ ہے کہ یہ من گھڑت دعوت اور خود ساختہ عقیدہ ہے۔

مکہ والوں کی یہ بات بھی پہلی دو باتوں کی طرح بے بنیاد تھی اس لیے ان سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ تمہارے پاس اپنے عقیدے کی کوئی دلیل ہے تو اسے پیش کرو:

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ ائْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝﴾ (الأحقاف)

اے نبی ﷺ! ان سے فرمائیں تم نے کبھی غور کیا ہے کہ وہ جنہیں ''اللہ'' کے سوا تم پکارتے ہو؟ مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ اس سے پہلے نازل شدہ کتاب میں کوئی حوالہ ہے تو اُسے پیش کرو۔ یا تمہارے پاس کوئی علمی دلیل ہے۔ اگر تم سچے ہو!۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بار بار ٹھوس اور واضح دلائل کے ساتھ یہ حقیقت بتلائی اور سمجھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کائنات کا کوئی خالق اور مالک نہیں چاہیے تو یہ کہ انسان اپنے خالق اور مالک کی بندگی کریں اور اس کا حکم مانیں لیکن لوگ حقیقت جاننے کے باوجود دوسروں کی بندگی اور غلامی کرتے ہیں، ان لوگوں کے کان کھولنے کے

لیے پھر فرمایا: اے نبی ﷺ! ان لوگوں سے اس بات کا جواب طلب کریں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے اور جن کی عبادت کرتے ہو بتاؤ انہوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق اور ان کے معاملات میں وہ کس کام میں شریک ہوئے ہیں؟ اگر تمہارے پاس کسی آسمانی کتاب کا کوئی ثبوت ہو یا کوئی علمی دلیل ہو تو اسے سامنے لاؤ اگر تم اپنے کفر و شرک کے بارے میں سچے ہو۔

ظاہر بات ہے کہ ان کے پاس کسی آسمانی کتاب اور کوئی عقلی اور علمی ثبوت نہیں تھا اور نہ ہوگا۔ یہاں کفار اور مشرکین کے باطل عقیدہ کی کلی کھولتے ہوئے یہ بات بھی سمجھادی گئی ہے کہ دین کی بنیاد اللہ کی کتاب، نبی ﷺ کی سنت اور ٹھوس علمی ثبوت پر قائم ہے اس کے سوا کسی کی رائے دین کی تشریح میں معاون ہوسکتی ہے مگر دین کہلوانے کی حقدار نہیں ہوسکتی۔ جہاں تک کفار سے اس سوال کا تعلق ہے کہ جن کی یہ عبادت اور غلامی کرتے ہیں انہوں نے زمین و آسمانوں میں کیا پیدا کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ تو ہر دور کا مشرک اور کافر اس کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ زمین و آسمان اور ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے:

یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ پتھر، مٹی اور لکڑی کے بت صراط مستقیم کی راہنمائی نہیں کرسکتے، نہ فرشتے اور جنات اور نہ ہی سورج، چاند، ستارے ہدایت کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔ جہاں تک انبیاء اور نیک لوگوں کا معاملہ ہے وہ اپنی زندگی میں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں مگر کسی کو ہدایت پر گامزن نہیں کرسکتے۔ جب وہ فوت ہوگئے تو ان کا تعلق دنیا سے کٹ گیا اب وہ بھی کسی کی رہنمائی اور مدد نہیں کرسکتے۔ لہٰذا صرف ''اللہ'' ہی ہے جو ہدایت کی رہنمائی کرتا ہے اور اس پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔ جو ہدایت کی طرف بلائے اور توفیق بخشے اس کی اتباع کرنا اور اس کا حکم ماننا چاہیے یا جو رہنمائی کرنے کی بجائے خود رہنمائی کا محتاج ہو اس کی اتباع کرنی اور اس کا حکم ماننا چاہیے۔ سوچو کہ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ ظاہر ہے پیروی تو اس کی کرنی چاہیے جو ہدایت کی راہنمائی کرتا ہے۔ درحقیقت اکثر لوگ فرسودہ خیالات، صرف سنی سنائی باتوں اور اپنے وہم و گمان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ حقیقت کی طرف آؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا رب اور بادشاہ ہے۔

شرک کرنے والوں کی چوتھی غلط فہمی

مشرکین مکہ سمجھتے تھے کہ فوت شدگان ''اللہ'' کے ہاں ہمارا وسیلہ ہیں۔ ہر دور کے کمزور عقیدہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جس طرح بڑے سے بڑا بادشاہ اپنے ملک کا اکیلا نظام نہیں چلا سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی اپنا نظام چلانے کے لیے معاونین کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے تحت اس نے کچھ بزرگوں کو اپنی خدائی میں شریک کار بنایا ہے اور انہیں کچھ اختیارات دے رکھے ہیں۔ جس طرح بادشاہ اور بڑے لوگوں کی قربت اور ان تک پہنچنے کے لیے وسیلے اور واسطوں کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ہمارے بزرگ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں اور یہ ہمارا وسیلہ ہیں جبکہ قرآن مجید نے اس عقیدے کو جھوٹ اور ناشکری قرار دیا ہے۔

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۬ؕ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ ﴾ (الزمر)

خبردار تابع داری خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اُن کی عبادت نہیں کرتے مگر وہ ہمیں اللہ کے قریب کرتے ہیں یقیناً اللہ اُن کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں یقیناً اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہے۔

مشرکین کے دو گروہ:

① یاد رہے کہ ہمیشہ سے مشرکین کے دو گروہ رہے ہیں جو کسی نبی کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ چاند، سورج، ستارے اور آگ ''اللہ'' کی قدرت کا مظہر ہیں لہٰذا ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اس لیے ان کی حرمت اور واسطے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا زیادہ ثواب اور اقرب الی اللہ ہے۔

② وہ لوگ آسمانی کتابوں کو مانتے ہیں اور کسی نہ کسی نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی عبادت سے خوش ہوکر انہیں اپنی خدائی میں کچھ اختیارات تفویض کر رکھے ہیں جس کی وجہ سے ہم ان کی روحوں کے وسیلے اور حرمت سے مانگتے ہیں۔ حالانکہ یہی بات بت پرست کہتے ہیں کہ ہم بتوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ بت کے تصور سے عبادت کرنے میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔ اس قسم کے بے شمار لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری سنتا نہیں اور ان بزرگوں کی ردّ نہیں کرتا۔ اس مقام پر قرآن مجید اسی عقیدہ کی نفی کر رہا ہے کہ جب ان لوگوں کو صرف ایک اللہ کی بلاواسطہ عبادت کرنے کے لیے کہا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہم تو انہیں صرف وسیلہ بناتے ہیں کیونکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیتے ہیں۔ یہی لوگ زندہ اور مردہ بزرگوں کے بارے میں من گھڑت کرامتیں بناتے اور سناتے ہیں ایسا عقیدہ اور طریقہ اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس لیے کہ یہ لوگ اپنے عقیدہ، طریقہ اور بات میں جھوٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ناشکرے ہیں قیامت کے دن ان کے اختلافات کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیا جائے گا۔ مشرک کو ہدایت اس لیے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ یہ شرک کو دین سمجھتا ہے اور اس پر اصرار اور تکرار کرتا ہے۔

مشرک کیوں جھوٹے ہیں؟

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنی خدائی میں کسی کو شریک نہیں کیا۔

② مشرک کہتے ہیں کہ اللہ نے زندہ اور فوت شدہ لوگوں کو کچھ اختیارات دے رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور مجھ ہی سے مانگو مشرک نہ ''اللہ'' کی خالص عبادت کرتا ہے اور نہ ہی اس کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق مانگتا ہے

③ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اپنے سامنے جھکنے اور صرف اپنی ذات سے مانگنے کا حکم دیا ہے مشرک ناشکرا ہوتا ہے وہ اللہ کا شکرگزار بننے اور صرف اس سے مانگنے کی بجائے در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے' اس اعتبار سے توحید بہت بڑا شکر ہے اور شرک سب سے بڑی ناشکری ہے، توحید سچائی ہے اور شرک جھوٹ ہے۔

مشرکین مکہ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ فوت شدگان ''اللہ'' کے حضور ہماری سفارش کرتے ہیں

مشرکین یہ بھی عقیدہ رکھتے تھے اور رکھتے ہیں کہ فوت شدگان کی روحیں ہمارے تراشے ہوئے بتوں میں

باقی صفحہ 8 پر

اقبال چلا آ.....!

اقبال چلا آ ، فقط اک بار چلا آ ہے امت احمد بڑی لا چار ، چلا آ
پھر ڈوب رہی ہیں بخدا قوم کی نبضیں اے صاحب حکمت! نہ کر انکار ، چلا آ

پھر سے ترے افکار کی لو کی ہے ضرورت پھر قرنِ نبی سے لیے انوار ، چلا آ
پستی کو ہے کیوں ذوقِ عروج آج بتا تو؟ کہسار ہیں کیوں آج نگوں سار ، چلا آ

آیاتِ الٰہی کے مفاہیم کے خواص! سرکارِ دو عالم کے فدا کار ، چلا آ
قرآن کی آیات تو رو رو کے سنا پھر کر شوکتِ اسلام کا اظہار ، چلا آ

افلاک میں جبریل کے رازوں کے شناور ہم خاک کے باسی بھی ہیں حق دار ، چلا آ
اے شاہِ سخن ، ہم سخن دردی ورازی! اے قافلۂ عشاق کے سالار ، چلا آ

تھی چاکِ گریباں کی جو حالت ، سو ہے اب بھی خطرے میں مگر آج ہے دستار ، چلا آ
پھر چھیڑ دے محفل میں کوئی درد کا نغمہ اے امت مرحوم کے غم خوار ، چلا آ

اے ملت بیضا کے ھدی خوان ، ذرا اٹھ کر سوئی ہوئی قوم کو بیدار ، چلا آ
فردوس کے گوشے سے نکل کے تو ذرا جھانک اس تیرے "تصور" پہ ہے ادبار ، چلا آ

اے شاعرِ مشرق! تری تربت میں چھپے ہیں تبدیلیٔ دوراں کے کچھ آثار ، چلا آ
تسخیرِ جہاں تیرے تخیل کی کرامت تو صانعِ مطلق کا تھا شہکار ، چلا آ

ہاں ، اے مرے مرشد! مجھے معلوم ہے ، تو تھا اس دیس میں اک صاحبِ اسرار ، چلا آ
صد حیف کہ ملاح سے پتوار ہے چھوٹا ہائے! کہ خطرناک ہے منجدھار ، چلا آ

اعواز میں تیرے میں ذرا بزم سجاؤں آ مجھ کو سنا "شکوہ" کے اشعار ، چلا آ

کاوشِ فکر
جناب محمد سعید وساوے والا

اسلام میں انسانی حقوق کا معاشی و معاشرتی تصور

تحریر
جناب پروفیسر عبدالعظیم جانباز

قرآنِ مجید کے عطا کردہ معاشی تصورات کی روشنی میں ہر فرد کو معاشرہ میں اصولی طور پر برابر معاشی مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ اب یہ ریاستی اتھارٹی اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر فردِ معاشرہ کے اقتصادی و معاشی حق کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاشی بدحالی کے خوف سے قتلِ انسانی سے منع کیا:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل:31)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ہی انھیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ بے شک ان کا قتل ہمیشہ سے بہت بڑا گناہ ہے۔''

قرآنِ مجید کی تعلیمات سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ رزق اور وسائل رزق میں تفاوت بجائے خود کوئی برائی نہیں جسے مٹانا اور مصنوعی طور پر ایک بے طبقات سوسائٹی پیدا کرنا کسی درجہ میں بھی مطلوب ہو۔ صحیح راہ عمل یہ ہے کہ سوسائٹی کے اخلاق واطوار اور قوانین عمل کو اس انداز پر ڈھال دیا جائے کہ معاشی تفاوت کسی ظلم و بے انصافی کا موجب بننے کے بجائے ان بے شمار اخلاقی، روحانی اور تمدنی فوائد و برکات کا ذریعہ بن جائے، جن کی خاطر ہی دراصل خالق کائنات نے اپنے بندوں کے درمیان یہ فرق و تفاوت رکھا ہے۔

معاشرے کے صاحب حیثیت افراد کو افزائش رزق کی تعمیری کوششوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور تنبیہ کی گئی ہے کہ اے انسان! رزق رسانی کا انتظام تیرے ہاتھ میں نہیں، بلکہ اس پروردگار کے ہاتھ میں ہے جس نے تجھے زمین میں بسایا ہے، جس طرح وہ پہلے آنے والوں کو روزی دیتا رہا بعد میں آنے والوں کو بھی دے گا۔ تاریخ کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ دنیا میں کھانے والی آبادی جتنی بڑھتی گئی، اتنے ہی معاشی ذرائع وسیع ہوتے چلے گئے۔

دولت کی گردش کا قرآنی تصور

قرآنِ حکیم دولت کے ارتکاز کے بجائے اس کی گردش کی تعلیم دیتا ہے، تاکہ ہر فرد معاشرہ کو برابر معاشی واقتصادی ثمرات میسر آسکیں:

﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾ (سورۃ الحشر:7)

''تاکہ وہ (مال) تمھارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔''

اس آیت میں اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشی پالیسی کا یہ بنیادی قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش پورے معاشرے میں عام ہونی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ صرف مال داروں ہی میں گھومتا رہے یا امیر روز بروز امیر تر اور غریب دن بدن غریب تر ہوتے چلے جائیں۔ اسی مقصد کے لیے سود حرام کیا گیا ہے، زکوٰۃ فرض کی گئی، صدقات کی تلقین کی گئی، مختلف قسم کے کفاروں کی ایسی صورتیں تجویز کی گئیں جن سے دولت کے بہاؤ کا رُخ معاشرے کے غریب طبقات کی طرف پھر جائے۔ میراث کا ایسا قانون بنایا گیا کہ ہر مرنے والے کی چھوڑی ہوئی دولت زیادہ سے زیادہ وسیع دائرے میں پھیل جائے۔ اخلاقی حیثیت سے بخل کو سخت قابل مذمت اور فیاضی کو بہترین صفت قرار دیا گیا۔ غرض وہ انتظامات کیے گئے کہ دولت کے ذرائع پر مال دار اور بااثر لوگوں کی اجارہ داری قائم نہ ہو اور دولت کا بہاؤ امیروں سے غریبوں کی طرف ہو جائے۔

الغرض اسلام کے عطا کردہ اقتصادی اور معاشی حقوق کا مقصود معاشرے کے محروم المعیشت افراد کو بھی ایسے مواقع فراہم کرنا ہے کہ وہ حقیقی معنی میں ایک فلاحی معاشرے کے شہری کے طور پر زندگی گزار سکیں۔

معاشی جدوجہد کا حق

اسلام کی آمد سے قبل عرب معاشرہ طبقاتی تقسیم کا شکار تھا۔ سود اور استحصال کی دوسری صورتوں نے معاشی جدوجہد کو مفلوج کر رکھا تھا۔ ذرائع آمدنی پر مخصوص لوگوں کا قبضہ تھا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف غیر صحت مندانہ معاشی سرگرمیوں کا خاتمہ کیا، بلکہ معاشرے میں صحت مند معاشی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے ہر شخص کو معاشی جدوجہد کا حق عطا فرمایا اور ہر پیشے کو باوقار پیشہ قرار دیا:

[عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: «مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ ، وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ».] (صحیح بخاری، کتاب البیوع: 2072)

''حضرت مقدامؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ کھایا کہ انسان ہاتھوں کی کمائی سے کھائے، اللہ کے نبی حضرت داودؑ اپنے ہاتھ کے عمل سے کھاتے تھے۔''

[عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ».] (شعب الایمان للبیهقی:8741)

''حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال کی کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔''

[وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اُجْرَةِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ فَقَالَ لَا بَاْسَ اِنَّمَا هُمْ مُصَوِّرُوْنَ وَاَنَّهُمْ اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ مِنْ عَمَلِ اَيْدِيْهِمْ.] (مشکوٰۃ المصابیح:2714)

''حضرت ابن عباسؓ سے قرآنِ مجید لکھنے کی اجرت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، یہ لوگ تو نقش باندھنے والے ہیں اور اپنے ہاتھ کے کام سے کھاتے ہیں۔''

غریبوں اور محتاجوں کا حق

نبی کریم ﷺ نے غریبوں اور محتاجوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ جب بھی غریبوں اور محتاجوں کو کسی تکلیف میں مبتلا دیکھتے تو جب تک ان کی تکلیف کا ازالہ نہ ہو جاتا آپ مطمئن نہ ہوتے۔ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر غریبوں اور محتاجوں کے حقوق کا تذکرہ کیا گیا کہ معاشرے کے صاحب حیثیت افراد پر ان کی معاشی

بحالی کا حق ہے جس کی ادائیگی اہل ایمان کے لیے ضروری ہے:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ [سورة البقرة:215]

''وہ آپ سے پوچھتے ہیں کیا چیز خرچ کریں؟ کہہ دے تم خیر میں سے جو بھی خرچ کرو سو وہ ماں باپ اور زیادہ قرابت والوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافر کے لیے ہے۔''

﴿وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ [سورة النساء:8]

''اور جب تقسیم کے وقت قرابت والے، یتیم اور مسکین حاضر ہوں تو انھیں اس میں سے کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو۔''

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ.....﴾ [سورة النساء:36]

''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قرابت والے کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ۔''

﴿وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا﴾ [سورة بني اسرائيل:26]

''اور قرابت داروں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی (دو) اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اڑاؤ۔''

﴿اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۔ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ﴾ [سورة الحاقة:33.35]

''بلاشبہ وہ بہت عظمت والے اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔ سو آج یہاں نہ اس کا کوئی دلی دوست ہے۔''

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ [سورة الدهر، 8:76]

''اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو۔''

﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾

''اور لیکن سائل، پس (اسے) مت جھڑک۔ پس لیکن یتیم، پس (اس پر) سختی نہ کر۔'' [الضحیٰ:9-10]

یہی تعلیم احادیث مبارکہ میں بھی دی گئی:

[عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ، فَقِيْلَ لَهٗ: هَلْ عَلِمْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: مَا اَعْلَمُ ، قِيْلَ لَهٗ: اُنْظُرْ، قَالَ: مَا اَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَاُجَازِيْهِمْ ، فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ ، وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ.] (صحيح بخاري، كتاب احاديث الانبياء: 3451)

''حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے اگلے لوگوں میں ایک شخص تھا جس کے پاس اس کی روح قبض کرنے فرشتہ آیا تو اس سے کہا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے؟ وہ بولا میں نہیں جانتا، اس سے کہا گیا غور تو کر، بولا اس کے سوا کچھ اور نہیں جانتا کہ میں لوگوں سے تجارت کرتا تھا اور جب ان سے قرض کا تقاضا کرنا ہوتا تو امیر کو مہلت دے دیتا اور غریب کو معافی، چنانچہ اللہ نے اسے جنت میں داخل فرما دیا۔''

[عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ.] (صحيح مسلم: 1562)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکر سے اس نے کہہ رکھا تھا کہ جب تو کسی تنگ دست کے پاس تقاضا کو جائے تو اسے معاف کر دے ہوسکتا ہے کہ اللہ ہم کو معاف کر دے، فرمایا کہ وہ اللہ سے ملا تو رب نے اس سے درگزر فرما دیا۔''

[عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ.] [صحيح مسلم، كتاب المساقاة: 1563]

''حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جو چاہے اسے روزِ قیامت کی تکالیف سے نجات ملے تو چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا معافی۔''

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

''حضرت ابو یسرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کسی تنگ دست کو مہلت یا معافی دے تو اسے اللہ اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دے گا۔''

محروم المعیشت کا حق

حضور اکرم ﷺ نے اسلامی معاشرے کے صاحب حیثیت افراد پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ معاشرے کے محروم المعیشت افراد کے معاشی استحکام کے لیے اقدامات کریں، آپ ﷺ نے اسے محروم المعیشت افراد کا حق قرار دیا، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ [سورة المعارج:24.25]

''اور وہ جن کے مالوں میں ایک مقرر حصہ ہے۔ سوال کرنے والے کے لیے اور (اس کے لیے) جسے نہیں دیا جاتا۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ○ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ [البلد:11.16]

''پھر (بھی) وہ مشکل گھاٹی میں نہ گھسا۔ اور تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ وہ مشکل گھاٹی کیا ہے؟ ۔ (وہ) گردن چھڑانا ہے۔ یا کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلانا ہے۔ کسی قرابت والے یتیم کو۔ یا مٹی میں ملے ہوئے کسی مسکین کو۔''

مزدوروں کا حق:

عادلانہ اور منصفانہ معاشی نظام کے قیام کے لیے آجر اور اجیر میں عدل وانصاف پر مبنی تعلقات کار ضروری ہیں۔ حضور ﷺ نے عدل وانصاف پر مبنی معاشی نظام کے اسی بنیادی تقاضے کو پورا کرتے ہوئے مزدوروں کے حقوق کا تعین فرمایا اور انہیں ہر طرح کا معاشی تحفظ عطا کیا۔ قرآنِ حکیم کی تعلیمات کے مطابق معاشی تفاوت انسانی مساوات کی روح کو بے اثر نہیں کر سکتی، بلکہ نفس واحدہ سے تخلیق پانے کے سبب سب انسان مساوی عزت وتکریم کے حامل ہیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں سے بھی، بے شک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے۔'' [سورۃ النساء:1]

تاہم معاشی عدم تفاوت بھی لوگوں کی آزمائش اور انہیں نیکی کی راہ اختیار کرنے کی ترغیب دینے کے لیے رکھی گئی:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''اور وہی ہے جس نے تمھیں زمین کے جانشین بنایا اور تمھارے بعض کو بعض پر درجوں میں بلند کر دیا، تاکہ وہ ان چیزوں میں تمھاری آزمائش کرے جو اس نے تمھیں دی ہیں۔ بے شک تیرا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' [سورۃ الانعام:165]

﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ [الزخرف:32]

''کیا وہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے خود ان کے درمیان ان کی معیشت دنیا کی زندگی میں تقسیم کی اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں بلند کیا، تاکہ ان کا بعض، بعض کو تابع بنالے اور تیرے رب کی رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے آجر پر مزدوروں کے حقوق کی حفاظت وادائیگی لازمی قرار دی، تاکہ ان کی معیشت محفوظ ومستحکم ہو اور اپنی معاشی سرگرمیوں کے ثمرات سے متمتع ہوسکیں:

[اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ اسْتِئْجَارِ الْاَجِيْرِ حَتّٰى يُبَيَّنَ لَهٗ اَجْرُهٗ.] (مسند احمد:11565)

''حضور اکرم ﷺ نے مزدور سے اس کی مزدوری کے تعین سے قبل کام لینے سے منع فرمایا۔''

[ظُلْمُ الْاَجِيْرِ اَجْرَهٗ مِنَ الْكَبَآئِرِ.] (سنن الکبری للبیہقی:11432)

''مزدوروں پر مزدوری کی ادائیگی میں ظلم کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ.] (ابن ماجہ، کتاب الرھون: 2443)

''مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔''

گھریلو خادم کے حقوق

آپ ﷺ نے ہر معاشرتی وسماجی تعلق کو تکریم انسانیت کے اصول پر مبنی قرار دیا۔ دورِ جاہلیت میں خادموں کو جس حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، آپ ﷺ نے اس تصور کو کلیۃً بدل دیا اور فرمایا کہ خدام کو بھی وہی عزت اور مرتبہ دو جو تم اپنے خاندان کے دوسرے افراد کو دیتے ہو۔ حضرت انسؓ خادموں سے آپ کے حسن سلوک کو یوں بیان کرتے ہیں:

[خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ: اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ] (صحیح بخاری، کتاب الأدب:6038)

''میں نے دس سال نبی کریم ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا، لیکن آپ نے مجھ سے اُف تک نہ کہی اور نہ یہ کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا اور فلاں کام تم نے کیوں نہ کیا۔''

آپ ﷺ خادم کی خدمت کی داد وتحسین کرنے اور اسے برابر سماجی مرتبہ دینے کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

[اِذَا اَتٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ، فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ اَوْ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ، فَاِنَّهٗ وَلِيَ عِلَاجَهٗ.] (صحیح بخاری، کتاب العتق: 2557)

''جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے، اگر اس کو اپنے ساتھ کھانے پر نہ بٹھائے تو اسے ایک یا دو لقمہ دے دے، اس لیے کہ اس نے محنت کی ہے۔''

[عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهٗ طَعَامَهٗ ثُمَّ جَآءَهٗ بِهٖ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهٗ وَدُخَانَهٗ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهٗ فَلْيَاْكُلْ فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِيْلًا فَلْيَضَعْ فِيْ يَدِهٖ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ»] (صحیح مسلم: 1663)

''حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کسی کا خادم اس کے لیے کھانا تیار کرے، پھر وہ کھانا لائے اور اس کی گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہو تو اسے اپنے ساتھ بٹھالے کہ وہ بھی کھائے، اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس میں سے خادم کے ہاتھ پر ایک دو لقمے رکھ دے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر خادم سے غلطی یا خطا سرزد ہو جائے تو اس پر بھی اس سے درگزر اور عفو کا سلوک کیا جائے۔

[عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ ثُمَّ اَعَادَ اِلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ: اُعْفُوْا عَنْهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.] (ابوداود: 5164)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم خادم کو کتنی بار معافی دیں؟ حضور خاموش رہے، اس نے پھر وہ سوال دہرایا، آپ خاموش رہے، پھر جب تیسری بار سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ہر دن میں ستر بار معافی دو۔'' ..... (جاری)

حج کوٹہ کی بحالی کا فیصلہ خوش آئند ہے

⊙ حج آرگنائزرز ایسوسی ایشن آف پاکستان کے مرکزی رہنما سابق ریجنل چیئرمین حافظ شفیق کاشف نے کہا ہے کہ سعودی حکومت کی طرف سے پاکستان کے حج کوٹہ کی بحالی کا فیصلہ خوش آئند ہے مگر یہ کوٹہ انہی آرگنائزرز کو ملنا چاہیے جن سے لیا گیا تھا۔ غیر ملکی دورے سے واپسی پر کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حج ۲۰۱۷ء کے انتظامات ۱۹ جنوری کو مکہ میں حج کانفرنس کے بعد شروع کر دیئے جائیں گے۔ اس سال بھی پرائیویٹ سیکٹر سعودی عرب میں عازمین حج کو قیام وطعام کے بہترین انتظامات مہیا کرے گا۔

دنیا کی حقیقت

تحریر
جناب حافظ سجاد الٰہی

دنیا کی چکاچوند اکثر نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہے، اس لیے اکثر لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دنیا کے مال و اسباب کو زیادہ سے زیادہ جمع کر لیں۔ مسلمان کے لیے تگ و دو کرنا ہر مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہے تا کہ وہ اپنی عزت اور کرامت کو محفوظ رکھتے ہوئے کسی کے سامنے ہاتھ دراز نہ کرے، لیکن مسلمان کے لیے یہ بات انتہائی ناپسندیدہ ہے کہ اس کی ساری کاوشوں کا محور دنیا کی زندگی قرار پائے۔ بہت سے لوگ دنیا کی رنگینیوں میں اس طرح کھو جاتے ہیں کہ آخرت کا تصور ہی ان کے دل و دماغ سے محو ہو جاتا ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ دنیا کیلئے کوشش کرتے ہوئے آخرت کی فکر اس کے دل و دماغ میں سمائی رہے کہ اس چند روزہ زندگی کے بعد ایسی زندگی کی ابتدا ہونے والی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی اور اس دنیا میں جو کچھ ہمارے ہاتھوں نے بویا ہوگا، اس آخرت کی زندگی کی بنیاد اس کھیتی پر رکھی جائے گی۔ قرآن و سنت پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت کے متعلق لوگوں کو بار بار حقیقت سے باخبر کیا گیا ہے تا کہ کوئی انسان عظمت اور کوتاہی کی آڑ لے کر یہ نہ کہے کہ اس سے بھول چوک ہو گئی ہے۔ ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس ضمن میں چند نکات کا ذکر کیا جا رہا ہے:

① اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دنیا کی حقیقت ایک مثال دے کر سمجھائی ہے تا کہ بات کو جاننے میں آسانی ہو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (ترجمہ) ''اور ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو، جیسے پانی (ہو)، جسے ہم آسمان سے اتارتے ہیں، اس سے زمین کا سبزہ ملا جُلا (نکلتا) ہے، پھر آخر کار وہ چورا چورا ہو جاتا ہے، جسے ہوائیں لیے پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

② ایک دوسرے مقام پر دنیا کی زندگی کو کھیل تماشا کہا گیا ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ زندگی مال و اولاد میں اضافے پر فخر و مباہات کرنے سے تعبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: (ترجمہ) ''خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشا، زینت اور آپس میں فخر اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے، پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تم اسے زرد رنگ میں دیکھتے ہو، پھر وہ بالکل چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ کی مغفرت اور رضا مندی ہے، دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔''

دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے جیسے سمندر کے پانی میں سے ایک قطرہ لیا جائے، پس وہ ایک قطرہ دنیا کی کے مانند ہے، جب کہ وسیع و عریض سمندر سے مراد آخرت ہے۔

③ دنیا کی زندگی لوگوں کو بہت محبوب ہے، وہ اس میں سونے چاندی اور مال و اسباب کی تلاش میں رہتے ہیں لیکن جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے، وہ سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (ترجمہ) ''مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے، جیسے عورتیں، بیٹے، سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان دار گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانا تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔''

④ رسول کریم ﷺ کو اس بات کی فکر بہت زیادہ تھی کہ کہیں میری امت میرے بعد دنیا کے کھیل تماشوں کی نذر نہ ہو جائے، اسی لیے آپ ﷺ نے اس بارے میں اپنے خدشہ کا اظہار فرمایا تھا۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے متعلق جس بات سے خوف کھاتا ہوں، وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زیب و زینت کے دروازے کھل جائیں گے (اور تم راہِ راست سے بھٹک جاؤ گے)۔

⑤ دنیا میں سب سے زیادہ عیش و عشرت سے زندگی گزارنے والے ایک جہنم کے مستحق شخص کو لایا جائے گا، اسے آگ میں ایک لمحہ داخل کرنے کے بعد نکالا جائے گا اور اس سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تو نے کبھی آرام اور سکھ پایا ہے؟ وہ شخص کہے گا کہ جہنم کی آگ میں ایک دفعہ داخل ہونے کے بعد دنیا کے تمام چین، سکون، آرام اور عیش و عشرت کو بھول چکا ہوں۔ امام مسلمؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں سب سے زیادہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنے والے ایک جہنمی شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا، پھر اسے ایک لمحہ کے لیے آگ میں داخل کیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کبھی تو نے خیر (سکھ اور آرام) دیکھا ہے، کبھی تجھے کوئی نعمت میسر آئی ہے؟ وہ کہے گا، اے اللہ! ہرگز نہیں (جہنم کی آگ میں جانے کے بعد دنیا کی تمام نعمتوں کو بھول چکا ہوں) اسی طرح دنیا میں سب سے زیادہ تنگدستی کی زندگی بسر کرنے والے ایک جنتی شخص کو لایا جائے گا، پھر اسے ایک لمحے کے لیے جنت میں داخل کیا جائے گا، پھر اس سے سوال کیا جائے گا، اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی کوئی مصیبت دیکھی ہے، کیا تجھ پر کبھی تنگدستی آئی ہے؟ وہ کہے گا، ہرگز نہیں (جنت میں داخل ہونے کے بعد میں یہ بھول چکا ہوں) کہ مجھ پر کبھی کوئی مصیبت آئی اور میں کبھی تنگدستی سے دوچار ہوا ہوں۔

⑥ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے جیسے سمندر کے پانی میں سے ایک قطرہ لیا جائے، پس وہ ایک قطرہ دنیا کی کے مانند ہے، جب کہ وسیع و عریض سمندر سے مراد آخرت ہے۔ امام مسلمؒ حضرت

باقی صفحہ 19 پر

سعودی عرب کی خدمات جلیلہ!

تحریر: جناب مولانا محمد ابرار ظہیر

کون ایسا بد نصیب ہوگا جسے سرزمین حرمین سے محبت نہ ہوگی۔ وہ سرزمین جہاں اسلام کی عظمتوں کا امین بیت اللہ ایستادہ ہے۔ ایسا بیت اللہ جسے دیکھ دیکھ کر لوگ تڑپتے ہیں اور جسے دیکھنے کے لئے لوگ ترستے ہیں۔ مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہو، مگر اس کا دل مکہ میں رہتا ہے یا مدینہ میں۔ اس کے سامنے ذرا ذکر تو کیجئے اس سرزمین حرمین کا پھر دیکھئے دل کا حال آنکھوں نے نہ بتایا تو پھر کہنا۔ سرزمین حرمین یوں تو 22 لاکھ 17 ہزار 949 مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے، انتظامی اعتبار سے اسے 13 صوبوں میں تقسیم کر کے عوام الناس کو سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ یہ دنیا کے 15 بڑے ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس سرزمین میں اور کچھ بھی نہ ہوتا تو بھی روئے زمین کی یہ بستی ہر مسلمان کے دل میں بستی تھی اور اس ارض فانی پر جب تک آخری مسلمان موجود ہے یہ سرزمین عقیدتوں کی محور ہی رہے گی۔

سعودی عرب سے محبت محض ایک ملک سے محبت نہیں بلکہ ایک نظریئے سے محبت ہے ایک فکر سے پیار اور ایک سوچ سے لگن ہے۔ اس محبت کی ایک وجہ اس علاقے میں کائنات کے مقدس ترین مقامات کا ہونا بھی ہے۔ سعودی عرب کے حکمرانوں سے محبت بھی اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ حرمین کے محافظ اور اس کے خدمت گار ہیں، یہ کیسے عجیب بادشاہ ہیں جو خود بادشاہ کہلانے سے زیادہ خادم الحرمین کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ سعودی عرب عالم اسلام کی امیدوں کا محور و مرکز ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے لئے ایک ماں کی حیثیت رکھتا۔ اس سرزمین پر ایک وہ وقت بھی تھا جب یہاں کی بد امنی کی وجہ سے لوگوں نے حج جیسے اہم فریضے کے بھی ساقط ہو جانے کا فتویٰ دے دیا تھا، برصغیر پاک و ہند کے چند اہل دل سرمایہ داروں نے اپنی اپنی زمینوں میں کچھ اوقاف مکہ کے نام کے رکھ چھوڑے تھے۔ سال کے بعد ان اوقاف کی آمدنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں موجود اللہ کے گھر اور رسول رحمت ﷺ کی مسجد کے اخراجات کے لئے بطور چندہ بھیج دیتے تھے۔ مگر پھر اسی سرزمین پر ایک لمحہ ایسا بھی آیا کہ جب وقت کے حکمران نے مذہب، کشادہ دستی و رحمدلی، قوت تمیز و اخفاء، جرأت مندی، استقلال، دیانت و عدالت اور ذہنی استعداد کے سات ستونوں پر اپنے اقتدار کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے واضح اور دوٹوک انداز میں اعلان کیا کہ ''اس مملکت کا دستور اور قانون اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے'' اور انہوں نے اس عزم کو ایک بار نہیں بلکہ بارہا دہرایا۔ تاریخ سے واقفیت رکھنے والوں کو یکم ذی الحجہ 1365ء (3 نومبر 1946ء) کو منیٰ کے مقام پر شاہ عبدالعزیز آل سعود کا وہ تاریخی خطبہ کبھی بھولنے والا نہیں جس میں انہوں نے مملکت کے دستور العمل کی دوٹوک انداز میں وضاحت فرمائی۔ انہوں نے خطبہ مسنونہ کے بعد کہا کہ ''میں اپنے مسلمان بھائیوں کو سب سے پہلے جس بات کی نصیحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے دین اور عقیدے پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اگر مسلمان اس دین پر کاربند ہو جائیں تو وہ زندگی کے ہر شعبے میں کامیاب ہو جائیں گے'' انہوں نے مزید واضح الفاظ میں امت مسلمہ کو یہ لائحہ عمل دیا کہ ''ہم تمام مفید علوم کی تعلیم حاصل کریں، ان میں سرفہرست توحید ہے، کیونکہ یہ اخلاص اور سعادت کا کلمہ ہے۔۔۔ یہ وہ کلمہ ہے جو ربوبیت اور عبودیت صرف اللہ کے لئے خاص کرتا ہے۔''

انہوں نے اور زیادہ دوٹوک الفاظ میں کہا کہ ''حضرات میں سلفی آدمی ہوں اور میرا عقیدہ سلفیہ ہے، جس کے مطابق میں کتاب و سنت پر چلتا ہوں اور ہمارے لئے نمونے اور مثالیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسی شخصیتیں ہیں جو ایک مسلم بیوہ کے لئے اپنے کندھوں پر آٹا اٹھا کر لاتے تھے'' انہوں نے یہ بھی کہا کہ ''اللہ تعالیٰ نے عربوں کو حضرت محمد ﷺ کے ذریعے عزت و سرفرازی عطا کی، وہ نبی جن کا مقام فرشتوں، کعبہ اور مخلوق سے افضل ہے، اللہ تعالیٰ اس نبی کے دین کو غلبہ عطا کرے اور ہمیں سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے۔''

آپ غور کریں! اس خطبے کے ایک ایک جملے میں، کس طرح ایک مسلمان کے دل کی باتیں اس کی زبان پر آ رہی ہیں۔ وہ عاجزی کا پیکر تھا، صرف اور صرف دین اسلام کی باتیں کرتا تھا۔ اسے دین اسلام کے غلبے کا شوق تھا۔ اس کے لئے تعلیم کو (جس کی بنیاد توحید ہو) عام کرنا چاہتا تھا اور اس نے ایسا کیا۔ آج مملکت حرمین الشریفین میں 25 سے زائد یونیورسٹیاں، 24 ہزار سے زائد سکولز اور سینکڑوں کالجز مملکت کے باسیوں میں علم کی دولت بانٹ رہے ہیں۔ اسی مملکت کو یہ اعزاز ہے کہ یہاں دنیا کی سب سے بڑی خواتین کی یونیورسٹی قائم ہے، یہاں قوم کی بچیوں کو سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ اور دیگر عصری علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ یونیورسٹی خواتین ہی کیلئے ہے یہاں کوئی مرد طالبعلم نہیں ہے۔ یعنی مخلوط تعلیمی نظام سے ہٹ کر خالصتاً قوم کی بچیوں کی درسگاہ ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سعودی عرب کی موجودہ عظیم الشان حالت بنانے کے پیچھے ایک ایسے انسان کا ہاتھ ہے

آج مملکت حرمین الشریفین میں 25 سے زائد یونیورسٹیاں، 24 ہزار سے زائد سکولز اور سینکڑوں کالجز مملکت کے باسیوں میں علم کی دولت بانٹ رہے ہیں۔ اسی مملکت کو یہ اعزاز ہے کہ یہاں دنیا کی سب سے بڑی خواتین کی یونیورسٹی قائم ہے۔

جو اپنے اللہ اور اس کے دین کے ساتھ انتہائی مخلص تھا، جسے ہمہ وقت یہ احساس تھا کہ تیل کے یہ کنویں اللہ کی امانت ہیں، کہیں ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے یہی کنویں ہمارے لئے سزا نہ بن جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس شخصیت نے زندگی کے کسی موڑ پر بھی اللہ کے قانون سے بغاوت نہیں کی۔ اس شخصیت کا نام نامی ہے شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمان الفیصل بن ترکی بن عبداللہ بن سعود۔ جی ہاں جدید سعودی عرب کے بانی، جن کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے قائدانہ صلاحیتیں فطری طور پر پائی تھیں اور فن قیادت اسلاف سے ورثے کے طور پر ملا تھا۔

سعودی عرب کے سماج اور معاشرے کی بات کریں تو یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ یہ دنیا کا سب سے پر امن معاشرہ ہے، اور امن و امان کی اس حالت کو برپا کرنے میں سعودی حکمرانوں کی کوششوں کے ساتھ ساتھ ان کی اپنے نظریئے سے کمٹمنٹ کا سب سے بڑا عمل دخل ہے۔ ان لوگوں نے اپنے معاشرے کو نظم وضبط کا خوگر بنا کر ایک بہترین انتظام وانصرام سے بھرپور اور پرسکون طرز حیات پر مشتمل قابل تقلید معاشرہ بنا دیا ہے۔ دنیا بھر کے لوگوں کی موجودگی اور وہ بھی لاکھوں کی تعداد میں لیکن اس کے باوجود وہاں کا نظام انتہائی منظم طریقے سے چلتا ہے اور حاجیوں کو بہترین سہولیات فراہم کرکے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی بڑی ہی سادہ سی وجوہات ہیں اور سب سے بڑی یہ کہ سعودی عرب والوں نے دولت کی فراوانی کے باوجود خود کو کچھ زیادہ ''روشن خیال'' نہیں بنایا۔ شاپنگ مال اتنے بڑے ہیں اور گاہکوں سے بھرے ہوئے لیکن آذان کی آواز سنتے ہی فوری بند ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں وہاں کے سرکاری و پرائیوٹ اداروں کے اوقات کار افطاری کے بعد کر دیئے جاتے ہیں۔ ذرا تصور کریں کہ جب آپ کے ٹائم ٹیبل میں سب سے اہم ترین مصروفیت اوقات نماز ہوں اور سارے کا سارا شیڈول ہی نماز پر منحصر ہو۔ نماز کا وقفہ ضروری ہے اور سب سے اہم بھی۔ تو کیوں نہ ان کی زندگیوں میں سکون آئے۔ کوئی دکاندار نہیں سوچتا کہ لاکھوں کی خریداری کے لئے گاہک کھڑے ہیں

یہاں کے شاہی خاندان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ان انعامات سے نوازا کہ جن کا یہ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ آخر کیوں؟ اس کیوں کا ایک ہی جواب ہے کہ ان حکمرانوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس وعدے کو پورا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلطنت اور حکومت عطا فرمائی انہوں نے قرآنی حکم کے تحت اس سلطنت کو اسلام کا مرکز بنا دیا، یہاں نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ قائم کر دکھایا۔ یہاں حدود اللہ کا نفاذ کر کے دنیا کو بتا دیا کہ اسلام کا نظام قصاص ہو یا تعزیر یہی انسانیت کے تحفظ اور ترقی و بقا کی ضمانت ہے۔ اسلام کے علاوہ دنیا میں پایا جانے والا کوئی نظام اس قابل نہیں کہ وہ انسانیت کی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان کے اس عمل میں وہ برکت عطا فرمائی کہ آج دنیا میں امن و امان کے لحاظ سے ایک ہی

سعودی عرب اور پاکستان بھی باہم یک جاں اور دو قالب کی
مثال تھے، ہیں اور رہیں گے۔ وہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جس
میں سعودی عرب نے کبھی پاکستان کو تنہا چھوڑا ہو۔

ملک ہے جس کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے اور وہ ہے سعودی عرب۔ یہاں جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں، جیلیں اجاڑ اور سنسان ہیں، وجہ کیا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر ملزم کو یا مجرم سمجھ کر سزا سنا دی جاتی یا رہا کر دیا جاتا ہے۔ جب جج ملزم کو مجرم ڈیکلئر کر دیتا ہے تو اگلے ہفتے کسی مسجد کے باہر سر عام سزا سنا کر اس جرم اور مجرم کو باقی انسانوں کے لئے باعث عبرت بنا دیا جاتا ہے۔ جس معاشرے میں مجرم کو فوری سزا اور مدعی کو فوری انصاف ملے وہاں نہ تو جیلیں آباد ہوتی ہیں اور نہ جرائم کی شرح بڑھتی ہے سعودی عرب اسی کی ایک مثال ہے۔

قارئین کرام! خادم الحرمین الشریفین اور ان کے خاندان کی دینی خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ لکھنے بیٹھیں تو حیطہ شمار میں لانا انتہائی مشکل ہے۔ صرف قرآن مجید کی طباعت، حرمین کے زائرین کو سہولتیں پہنچانا، دنیا بھر میں اسلام کی نشر و اشاعت، سعودی جامعات کے متخرجین کو مبعوث کر کے مختلف ممالک میں اسلامی علوم کے فروغ کی کاوشیں، حرم کی توسیع، زائرین مدینہ کو راحت و آرام پہنچانا اور مسجد نبوی کو انسانی بساط کے آخری حد تک خوبصورت بنا دینا اور ابھی اس میں مزید کاوشیں جاری رکھنے کا اعلان۔ سعودی عوام کو مالی طور پر مستحکم کرنا وہاں کے باسیوں کو ہر طرح کی سہولتیں پہنچانا الغرض اسلام کو دنیا کا سب سے بڑا مذہب بنانے کی کوششیں کرنا یہ آل سعود کے سنہری کارنامے تو ہیں ہی، یہاں ان کی انسانیت کے لئے خدمات کا دفتر کھول دیا جائے تو یہ خدمات بھی لاکھوں صفحات کو محیط ہو جائیں۔

سعودی عرب اور پاکستان بھی باہم یک جاں اور دو قالب کی مثال تھے ہیں اور رہیں گے۔ وہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جس میں سعودی عرب نے کبھی پاکستان کو تنہا چھوڑا ہو، ایٹمی بم کی تخلیق سے لیکر سیلاب یا زلزلہ متاثرین کی بحالی تک، ڈیڑھ ارب ڈالر کی غیر مشروط اور بے لوث امداد سے لیکر عفت اور فراوان تیل کی فراہمی تک ہمیشہ سعودی عرب پاکستان کے ساتھ کھڑا رہا۔ مضبوط پاکستان سعودی عرب کے ہر حکمران کی خواہش رہی ہے اور اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے میں سب سے زیادہ کردار شاہ فیصل شہید نے ادا کیا۔ 71ء میں بنگلہ دیش کی علیحدگی اور پاکستان کی طرف سے اسے تسلیم کئے جانے کے باوجود بھی شاہ فیصلؒ نے اسے تسلیم نہ کیا۔ پھر پاکستان میں موجود سعودی سفیر حضرات کی پاکستانیوں سے والہانہ محبت بھی اسی پالیسی کی عکاس ہے، گویا انہیں وہاں سے پڑھا کر بھیجا جاتا ہے کہ پاکستان دوسرا سعودی عرب ہے۔

جس طرح سعودی عرب کے لوگ اور حکمران پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں اسی طرح ہم پاکستانی بھی سعودی عرب کو اپنا دوسرا ہی گھر سمجھتے ہیں اور ان شاء اللہ ایسا ہی رہے گا۔

طب وصحت

موسم سرما کی سوغات

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

موسم سرما میں جب شدت کی سردی پڑتی ہے تو جسم کو زیادہ حرارت درکار ہوتی ہے تاکہ سردی کا مقابلہ کیا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ موسم سرما میں نظام ہضم بیدار ہو جاتا ہے اور اس موسم میں معمول سے زیادہ کام کیا جا سکتا ہے' کیونکہ نظام ہضم ہمیں بھرپور توانائی فراہم کرتا ہے۔ موسم سرما میں موسم گرما کے مقابلے میں زیادہ مستعدی سے کام کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اس موسم میں ورزش کے اثرات پورا سال جسم کو صحت مند رکھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ جب کہ موسم گرما میں جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور شدید گرمی کے باعث کام کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ جسمانی حرارت کو قائم رکھنے کے لیے موسم سرما میں قدرتی نظام کے تحت خوب بھوک لگتی ہے اور خوب کھایا جاتا ہے۔ قدرت جس موسم میں جو پھل' سبزیاں اور دیگر غذائی اشیاء پیدا کرتی ہے وہ اپنے موسمی تقاضوں کو خوب پورا کرتے ہیں۔ اس موسم کی سبزیوں اور پھلوں' نیز خشک میووں میں گلوکوز' لحمیات (پروٹینز) اور حیاتین (وٹامن ای) بڑی مقدار میں ہوتے ہیں۔ گلوکوز ہمارے جسم میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو ایک گاڑی کے انجن کے لیے پٹرول رکھتا ہے۔ گلوکوز اس موسم کی سبزیوں اور پھلوں میں موجود ہوتا ہے جب کہ سبزیوں' دالوں' گوشت اور انڈوں سے حیاتین اور نمکیات مل جاتے ہیں۔ انڈا اور مچھلی کھا کر لحمیات حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ موسم گرما کی نسبت موسم سرما میں ہر چیز کے کھانے کا اپنا ہی ایک لطف ہے۔ گوشت' مچھلی اور انڈوں کے علاوہ موسم سرما کی خاص سوغاتوں میں صحت وتوانائی بخش غذاؤں کی وافر مقدار ہوتی ہے۔ اُبلے ہوئے انڈے' چکن سوپ اور گاجر کا حلوہ بھی اس موسم کی خاص سوغات ہیں' لیکن ان کے ساتھ ساتھ جسم کو اضافی حرارت اور توانائی کی فراہمی کے لیے قدرت نے خشک میووں کا بھی اہتمام کیا ہے' جن میں غذائی افادیت کے ساتھ چکنائی بھی وافر مقدار میں ہوتی ہے۔ یہ چکنائی چربی پیدا نہیں کرتی' بلکہ جسم کو ٹھوس رکھتی ہے۔ ان خشک میووں میں ریشہ بھی کافی مقدار میں ہوتا ہے جو آنتوں کو تحریک دیتا اور قبض سے محفوظ رکھتا ہے۔ میووں سے نظام تولید کی صلاحیت بڑھتی ہے اور حیاتین کی کمی دور ہوتی ہے۔

بادام

بادام خشک میووں کا بادشاہ کہلاتا ہے اور موسم سرما میں بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے۔ یہ دماغ اور بصارت کے لیے بہت مفید ہے۔ بادام ہر عمر کے افراد کے لیے مفید ہیں۔ یہ اعصاب کو طاقت دیتے اور جسم کی نشو ونما کرتے ہیں۔ بادام کے استعمال سے چربی نہیں بڑھتی۔ بادام دماغی کام کرنے والوں کے لیے فائدہ مند ہیں۔

اخروٹ

اخروٹ اپنی غذائی افادیت کے باعث موسم سرما کے خشک میووں میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ برفانی اور میدانی علاقوں کے لوگ شدید سردی کا مقابلہ کرنے کے لیے اس کو بکثرت کھاتے ہیں۔ اخروٹ' دماغ اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے' کھانسی اور گلے کے امراض دور کرنے میں مفید ہے۔

چلغوزے

چلغوزے گردے' مثانے اور جگر کو تقویت بخشتے ہیں' موسم سرما میں ان کا کھانا پیشاب کی زیادتی کو روکتا ہے۔ چلغوزہ موسم سرما کے اثرات کو کم کرتا اور جسم کو حرارت عطا کرتا ہے۔ چلغوزے کھانے سے پہلے نہ کھائیں' کیونکہ اس طرح بھوک ختم ہو جاتی ہے اور کھانا نہیں کھایا جاتا۔ اس لیے انہیں ہمیشہ کھانے کے بعد کھائیں۔

تل

تل موسم سرما کی سوغات ہے۔ تل کھانے سے سردی اثر نہیں کرتی۔ موسم سرما میں کمزور اور بوڑھے افراد کو پیشاب بار بار آتا ہے۔ اس طرح بعض بچے بھی رات کو سوتے ہوئے بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے تل کے لڈو کھانا بہت مفید ہیں۔ روزانہ تل کا ایک چمچہ کھا لینا صحت کے لیے مفید ہے۔

مونگ پھلی

مونگ پھلی ایک لذیذ میوہ ہے۔ یہ موسم سرما میں کھائی جاتی ہے۔ یہ سستا میوہ ہے' غریب آدمی بھی آسانی سے خرید سکتا ہے۔ سردیوں کے موسم میں لحاف میں بیٹھ کر اس کا کھانا بہت لطف دیتا ہے۔ مونگ پھلی آپ جتنی بھی کھا لیں' اس کی چکنائی سے کولیسٹرول نہیں بڑھے گا۔ اسے خالی پیٹ نہ کھائیں' کیونکہ یہ بھوک کو ختم کر دیتی ہے' اس لیے ہمیشہ کھانے کے بعد کھائیں۔

پستہ

موسم سرما میں پستہ نمک لگے کھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ اگرچہ پستہ کا استعمال منہ کا ذائقہ تبدیل کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے' تاہم اس کی غذائی ودوائی افادیت بہت زیادہ ہے۔ حرارت غریزی پیدا کرتا ہے۔ دل' دماغ' معدہ اور اعضائے رئیسہ کے لیے مفید ہے۔ جسم کو فربہ کرتا اور توانائی دیتا ہے۔ کھانسی میں فائدہ رہتا اور بلغم کے فساد کو دور کرتا ہے۔ ۱۰۰ گرام پستے میں ۵۹۴ حرارے ہوتے ہیں۔ یہ جسم میں کولیسٹرول کی سطح کم کرتا اور قلب شرائین میں خون کے تھکے ختم کرتا ہے۔ قوت مدافعت بڑھاتا ہے۔ جگر کے سدوں کو کھولتا اور خون صاف کرتا ہے۔ پستے کا استعمال موسم سرما میں ضرور کریں مگر حد اعتدال میں۔

لوگ اپنی روزانہ کی خوراک میں بلا خطر خشک میوے کی گریوں کو شامل کر سکتے ہیں بلکہ اگر چاہیں تو محض خشک میوہ کھا کر ہی اپنی بھوک مٹا سکتے ہیں۔ خشک میوے میں غیر سیر شدہ چکنائی (Unsaturated Fat) اور اعلیٰ ریشہ (High Fiber) ہوتا ہے جو وزن بڑھائے بغیر جسم کو توانائی مہیا کرتا ہے۔ پوری دنیا میں ہونے والے پچھلی ۳۱ معیاری اور تحقیقی مطالعوں کا نئے انداز سے جائزہ لینے کے بعد محققین نے یہ انکشاف کیا ہے۔ یونیورسٹی آف میڈیسن اینڈ ڈینٹسٹری آف نیو جرسی' امریکہ کے ڈپارٹمنٹ آف اینڈ ورکرائنالوجی' ڈائی بیٹس اینڈ میٹا بولزم (Department of Endocrinology, Diabetes and Motabollsm) کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر ڈیوڈ بلیچ (Prof. Dr. David Bleich) کے مطابق تمام تحقیقی مطالعوں سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ خشک میوے کی گریوں کے استعمال سے جسمانی وزن بالکل نہیں بڑھتا اور اگر کوئی ایسا سوچتا ہے تو وہ غلط ہے۔ یونیورسٹی آف تراگونا' اسپین کے محقق گیما فلورس ماٹیو (Gemma Flores Meteo from University of Tarragona, Spain) اور ان کے ساتھی محققین کہتے ہیں کہ پچھلے مطالعوں میں بھی گریوں (Nuts)

کے استعمال کو ذیابطیس اور ہائی بلڈ پریشر کے خطرے کو کم کرنے کے لیے مفید بتایا گیا تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر ڈیوڈ جینکنز کہتے ہیں کہ ان کی ذاتی تحقیق میں بھی یہ واضح باتی سامنے آئی کہ ذیابطیس کے مریضوں نے جب ان کے مشورے پر خشک میووں کی گریوں کا استعمال شروع کیا تو ان کے بلڈ میں شوگر لیول کم ہوا۔ اگر آپ خوراک میں چکنائی (Fat) کا استعمال بڑھاتے ہیں تو آپ اپنے جسم میں انسولین کی مزاحمت (Insulin Resistance) کا سامان کرتے ہیں۔ لیکن گریوں کی چکنائی (Fat) یہ صورتحال پیدا نہیں کرتی۔ گریاں اپنی چکنائی کے ذریعے نہ صرف آپ کی اشتہا (بھوک) کو مٹاتی ہیں بلکہ ریشوں اور لحمیات (Proteins) کے لیے بدن کی ضرورت کو بھی پورا کرتی ہیں۔ دوران تحقیق یہ حقیقت اس وقت محققین پر واشگاف ہوئی جب انہوں نے تحقیق میں شامل شرکاء کے دو گروپس میں سے ایک گروپ کو نارمل خوراک دی اور دوسرے گروپ کو کم مقدار میں خوراک۔ مگر اس کے ساتھ خشک میووں کی گریاں بھی دو سے پانچ ہفتے تک دیں۔ پانچ ہفتوں کے بعد ان کا معائنہ کرنے پر پتہ چلا کہ خشک میوے کی گریاں کھانے والے گروپ کا فالتو وزن ایک اعشاریہ پانچ پونڈ کم ہوا' ان کی کمر بھی ایک انچ کم ہوئی اور ان کی صحت اور جسمانی چستی مزید بہتر ہوئی۔ جبکہ گریاں نہ کھانے والے گروپ میں کچھ ایسا نہیں ہوا۔ گو کہ یہ فرق کوئی زیادہ نمایاں نتائج کا حامل نہیں لیکن اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ خشک میوے وزن نہیں بڑھاتے۔

اس تحقیق کا انکشاف محقق گیما فلورس میٹیو نے ایک مضمون میں کیا ہے جو امریکی جریدے ''جرنل آف کلینکل نیوٹریشن'' کی حالیہ اشاعت میں چھپا ہے۔ اس مضمون میں فلورس میٹیو نے کہا کہ

''ہماری دریافت اس امر کی حمایت کرتی ہے کہ غذا کو صحت مند بنانے اور عوارض قلب سے بچنے کے لیے روزانہ کی خوراک میں خشک میووں کو شامل رکھا جائے۔''

یونیورسٹی آف کولوریڈو' امریکہ (University of Colorado, USA) میں فزیکی پر تحقیق کرنے والے ڈاکٹر آدم گلڈن ٹسائی (Dr. Adam Gilden Tsai) کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو یہ مشورہ نہیں دیں گے کہ وہ اپنی خوراک میں خشک میووں کو سرفہرست رکھیں بلکہ دیگر مفید اور صحت افروز چیزوں کے ساتھ انہیں بطور معاون صحت استعمال کریں۔ نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن میں چھپنے والی دی انٹرنیشنل ٹری نٹ کونسل' نیوٹریشن ریسرچ اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (The International tree Nut Council, Nutrition Research and Foundation) کی حالیہ تحقیقی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ جو لوگ خشک میووں بطور خاص مونگ پھلی پر مشتمل خوراک کھاتے ہیں وہ عارضہ قلب ذیابطیس ٹائپ۔۲ اور سرطان جیسے موذی مرض کا کم شکار ہوتے ہیں جو آج کی دنیا کے سب سے زیادہ ہلاکت خیز امراض ہیں۔ جتنی زیادہ آپ مونگ پھلی کی گریاں کھائیں گے اتنے ہی زیادہ صحت کے حوالے سے آپ مستفیض ہوں گے۔ یہ رپورٹ ۱۹۸۰ء سے لے کر اب تک ان جائزوں کے ڈاٹا پر مشتمل ہے جو مختلف ماہرین اس عرصے میں لیتے رہے ہیں۔

ٹفٹس یونیورسٹی' بوسٹن امریکہ کے ہیومن نیوٹریشن ریسرچ سنٹر کے ڈاکٹر جیفری بلومبرگ (Dr. Jefirey Blumberg) جو اس تحقیق کا حصہ تھے' نے رائٹرز ہیلتھ' ایک خبر رساں ایجنسی کو بتایا کہ پہلے لوگ گریوں کی چکنائی (Fat) سے ڈرتے تھے جیسا کہ وہ انڈے کو خول میں بند ایک ہارٹ اٹیک سمجھتے تھے لیکن اب انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ گریوں کی چکنائی صحت مند ہے اور انڈہ بھی دل کے لیے نقصان دہ نہیں بلکہ فائدہ مند ہے۔

تیس سال پر مشتمل اس تحقیق میں ۷۶۰۰۰ خواتین اور ۴۲۰۰۰ مردوں کو شامل تحقیق کیا گیا۔ تحقیق ان سوالناموں پر اساس کرتی ہے جو وقفے وقفے سے شامل تحقیق افراد کو دیے گئے اور جن میں ان کی خوراک لینے اور کھانے پینے کی عادات کے بارے میں پوچھا گیا۔ ان سوالناموں سے جو ڈاٹا مرتب کیا گیا' اس سے جو نتائج سامنے آئے ہیں اس کے مطابق جو لوگ خشک میووں بشمول مونگ پھلی کی گریاں نہیں کھاتے تھے ان کے مقابلے میں ہفتے میں ایک مرتبہ کھانے والے گیارہ فیصد' پانچ مرتبہ کھانے والے بیس فیصد اور روزانہ کھانے والے انتیس فیصد کم موت کا شکار ہوئے۔ تحقیق کے مطابق خشک میوے بشمول مونگ پھلی کو استعمال کرنے والوں کی موت کے اسباب میں سرطان' ذیابطیس اور سانس کی بیماریوں کی شرح بہت کم تھی۔

ڈاٹا فار دیکسٹر انسٹی ٹیوٹ' بوسٹن' امریکہ کے پروفیسر ڈاکٹر چارلس فش (Prof. Dr. Charles Fuchs) جو مذکورہ بالا تحقیقی مطالعہ کے سینئر رائٹر ہیں کہتے ہیں کہ ''خشک میوے کی گریوں اور بطور خاص مونگ پھلی کی گری میں صحت انسانی کے لیے فوائد پوشیدہ ہیں۔''

قارئین کرام! سرد موسم میں خشک میووں کا استعمال ہماری جسمانی ضرورت بھی ہے اور ہماری معاشرتی روایت بھی۔ خشک میووں بشمول مونگ پھلی کا اعتدال کے ساتھ اس موسم میں استعمال کیجیے اور پرورش جسم وذہن کیجیے کہ خشک میوے خاص طور پر اخروٹ دماغ کے لیے ایک ٹانک ہے' اس کی گری بالکل انسانی دماغ جیسی ہے۔ مونگ پھلی کو غریبوں کا بادام کہا جاتا ہے۔ یہ وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہے' اس لیے قدرے ارزاں بھی ہے اور غریبوں کی قوت خرید اور دسترس میں ہوتی ہے۔ یہ قدرت کا نظام ہے کہ اس نے غریبوں کو بھی گریوں (Nuts) کے فوائد کلی سے کلی طور پر محروم نہیں رکھا۔

خط و کتابت پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی' مطب ہمدرد
سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون 042-37803520

اہم اعلان

⊙ متعلقین جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جامعہ کی سالانہ اہل حدیث کانفرنس یکم اپریل ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ منعقد ہوگی۔ کانفرنس حسب سابق نماز ظہر سے شروع ہو کر رات گئے تک جاری رہے گی اور ان شاء اللہ ملک بھر سے جید علمائے کرام' واعظین اور شیوخ الحدیث شرکت فرمائیں گے۔ احباب تاریخ نوٹ فرمالیں۔

منجانب: قاضی ریاض قدیر' نائب صدر جامعہ ہذا

جلسہ سیرت النبیؐ

⊙ اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام ۵ جنوری بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد قباء 184/9-L نائی والا بنگلہ میں جلسۂ سیرت النبی منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبدالجبار زاہد' قاری ناصر محمود ثاقب' قاری سہیل محمدی' قاری محمد اکرم ربانی' قاری محمد حسن سلفی نے خطابات کیے۔ جلسہ تقاریر' حاضری اور انتظامات کے لحاظ سے کامیاب تھا۔

رپورٹ: حافظ عبدالمتین جنرل سیکرٹری AYF ساہیوال

اخبار الجماعۃ

ناظم اعلیٰ پنجاب کا خطبہ جمعۃ المبارک

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث حبیب آباد کی دعوت پر محترم میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب نے ۲۳ دسمبر کا خطبہ جمعہ جامع مسجد بلال اہل حدیث میں ارشاد فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ مساجد ایمان کو روشن رکھنے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ مساجد کا تعلق دنیا میں مال وزر اور عزت میں برکت کا جبکہ آخرت میں جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہماری ذلت وپستی کی بہت بڑی وجہ مساجد سے لاتعلق ہونا بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اسلاف نے پوری دنیا پر حکمرانی کی ہے جو عزت وعظمت کا بہترین نشان تھے۔ یہ اقتدار اور عزت ان کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قرب کی وجہ سے ملی تھی۔ انہوں نے اپنے خطبہ میں دنیا بھر میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بھرپور مذمت کی' انہوں نے مسلم حکمرانوں سے اپیل کی کہ وہ باہمی اختلافات کو ختم کر کے اتفاق واتحاد کی فضا قائم کریں۔ بعد نماز جمعہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے ناظم تعمیر مساجد مولانا محمد زبیر مجاہد' راقم الحروف' حافظ محمد سلفی' خطیب مرکزی جامع مسجد محمدیہ نے ملاقات کی اور تنظیمی حوالے سے تبادلہ خیالات کیا۔

منجانب: حبیب الرحمٰن یزدانی ناظم حبیب آباد

وہاڑی میں اہل حلب کی حمایت میں ریلی

⊙ یکم جنوری ۲۰۱۷ء بروز اتوار اہل حدیث یوتھ فورس ضلع وہاڑی کے شاہینوں نے اہل شام اور اہل حلب کے مظلوم مسلمانوں کے لیے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ریلی نکالی جو کہ بعد نماز ظہر مدرسہ تعلیم القرآن اہل حدیث ملتان روڈ مرضی پورہ سے شروع ہوئی اور وہاڑی بازار اور کالج روڈ گول چوک سے ہوتی ہوئی پریس کلب کے سامنے اختتام پذیر ہوئی۔ ریلی میں حافظ غلام اللہ محمدی امیر ضلع وہاڑی' مولانا حافظ بلال ثاقب ناظم ضلع وہاڑی' پروفیسر احمد کامران تھہیم نائب امیر ضلع وہاڑی' قاری عبداللہ طیب سینئر نائب امیر ضلع وہاڑی' ڈاکٹر حافظ عامر رشید ناظم مالیات ضلع وہاڑی' جناب حافظ قسیم جنرل سیکرٹری اہل حدیث یوتھ فورس پنجاب' حافظ عثمان' حافظ ضیاء الرحمٰن ارشد نے خطابات کیے۔ ریلی کی قیادت رانا راشد احسان صدر اہل حدیث یوتھ فورس ضلع وہاڑی اور قاری اسد اللہ اسلم نے کی۔ ریلی میں ضلع بھر سے سینکڑوں یوتھ فورس کے شہبازوں نے موٹر سائیکلوں' گاڑیوں اور رکشوں سمیت شرکت کی۔ ریلی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پرچموں اور اہل شام اور اہل حلب کے ساتھ محبت میں لکھے گئے کتبوں اور بینرز سے پر رونق تھی۔ ریلی میں یہ عزم کیا گیا کہ مسلمانوں کی عزت ووقار اور تحفظ کے لیے کسی قسم کی قربانی سے گریز نہیں کریں گے۔ آخر میں ضلعی امیر حافظ غلام اللہ محمدی نے دعائے خیر کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہوئے ریلی کا اختتام کیا۔

حافظ فیصل افضل شیخ کا دورۂ ساہیوال

⊙ اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے صدر حافظ فیصل افضل شیخ' مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل سجاد انصاری کے ہمراہ ساہیوال تشریف لائے۔ جامع مسجد ثنائیہ سبزی منڈی پہنچنے پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ فیصل افضل شیخ نے مرکزی مسجد ثنائیہ میں خطبہ جمعہ دیا۔ پھر تنظیمی کارکنان سے تفصیلی ملاقات کی۔ بعد ازاں صدر محترم جامعہ عزیزیہ پل بازار تشریف لائے جہاں رفقاء نے ان کا خیر مقدم کیا۔ جامعہ کے میٹنگ ہال میں اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال کے کارکنان اور ذمہ داران سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ اس موقعہ پر جماعتی اور یوتھ فورس کے ذمہ داران موجود تھے۔

رپورٹ: شعبہ نشر واشاعت AYF ضلع ساہیوال

خطبہ جمعۃ المبارک

⊙ جامع مسجد طیبہ الحدید بازار احاطہ رحمٰن لاہور میں بتاریخ 3 فروری 2017ء کا خطبہ جمعۃ المبارک فاضل نوجوان مقرر ذیشان صاحبزادہ حافظ ثناء اللہ شاہد قصوری ناظم تحصیل رحیم یار خاں ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: قاری عمران یوسف میر محمدی خطیب ومدرس مسجد ہذا

ضرورت رشتہ

⊙ دوشیزہ عمر ۲۸ سال تعلیم ایم سی ایس کمپیوٹر سائنس ذات کھوکھر جٹ (وزیر آباد) کے لیے مسلک اہل حدیث سے وابستہ ہم پلہ مذہبی گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں' گوجرانوالہ اور لاہور سے رابطہ کیا جائے۔ رابطہ:

بلال احمد قریشی شرقپور: 0301-4820611

محمد عارف کھوکھر: 0301-6601100

اظہار تعزیت

⊙ گذشتہ مہینوں میں ہمارے ملنے والے' ہمارے ہمدرد اہل علم اور علماء کرام ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان میں علامہ عبدالعزیز حنیف' مولانا محمد اسحاق بھٹی' مولانا محمد بشیر سیالکوٹی' پروفیسر عبدالحکیم سیف' سید عبدالحنان شاہ' چوہدری محمد یعقوب' الحاج چوہدری محمد یونس' مولانا محمد امجد اجمل' حاجی معاذ احمد' میرے برادر ملک شیر افضل' مولانا شہباز احمد سلفی اور محمد رمضان یوسف سلفی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت تامہ فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ ہم سب کو آخرت کی فکر کرتے ہوئے نیک اعمال کی توفیق سے نوازے۔ آمین!

(مولانا) عبدالسلام سلفی ہزاروی' چک شہزاد اسلام آباد

رانا راشد احسان کی سعودی عرب روانگی!

⊙ رانا راشد احسان صدر اہل حدیث یوتھ فورس ضلع وہاڑی' حافظ شہباز خورشید صدر اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل بوریوالا' حافظ ابوبکر صدیق ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث عمرہ کی سعادت کے لیے ۶ جنوری کو مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ قائم مقام صدر ضلع وہاڑی قاری اسد اللہ اسلم اور ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل بوریوالا حافظ مقصود ہوں گے۔ احباب جماعت نے حرمین شریفین جانے والوں کو دعاؤں اور گرمجوشی کے ساتھ الوداع کیا۔

منجانب: ناظم AYF تحصیل بوریوالا

تبلیغی پروگرام

⊙ جامعہ عثمانیہ اہل حدیث محلہ بہاولپورہ غربی حافظ آباد کے زیر اہتمام تبلیغی پروگرام

۱۔ جامع مسجد اہل حدیث قدس نئی آبادی ڈیرہ ملا سنگھ ضلع شیخوپورہ میں ۳۱ دسمبر کو ہوا جس میں مولانا حافظ عبدالحق صدیقی' حافظ آبادی اور مولانا شبیر حسین عثمانی نے خطاب کیا۔

۲۔ جامع مسجد اہل حدیث مدارز وجنڈیالہ شیر خاں ضلع شیخوپورہ مؤرخہ ۷ جنوری کو پروگرام ہوا جس میں مولانا حافظ عبدالحق صدیقی اور مولانا شبیر حسین عثمانی حافظ آبادی نے خطاب کیا۔

منجانب: قاری سیف اللہ امام جامع مسجد قدس اہل حدیث

اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال

⊙ صدر: قاری محمد حسن سلفی ☆ جنرل سیکرٹری: قاری محمد اکرم ربانی ☆ صدر تحصیل چیچہ وطنی: قاری عمر فاروق شاکر ☆ جنرل سیکرٹری تحصیل چیچہ وطنی: محمد احمد یٰسین ☆ صدر ہڑپہ: قاری محمد یوسف فاروقی ☆ صدر نور شاہ: حافظ عبدالتین محی الدین ☆ صدر کسووال: چوہدری معاذ عتیق۔

خانپور میں سیرت [illegible] کانفرنس

◉ پچھلے دنوں جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور میں سیرت پیغمبر امن ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز قاری مجیب الرحمٰن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا' اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ محمد اصغر سلفی نے انجام دیئے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا یوسف پسروری' مولانا نواز چیمہ' سیف اللہ خالد' ڈاکٹر مطیع اللہ باجوہ' مولانا اعجاز ساہی نے کہا کہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات کا واحد راستہ قرآن وسنت کی پیروی میں ہے۔ اسلام ایک کامل اور جامع ترین دین ہے۔ امت مسلمہ قرآن وسنت پر عمل کر کے اپنی عظمت رفتہ بحال کر سکتی ہے' امت مسلمہ کو ثقافتی جنگ کا سامنا ہے' اسلامی تہذیب وثقافت اور دینی اقدار کی حفاظت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ غیر اسلامی تہذیب وثقافت کی یلغار ہماری اسلامی تہذیب کے لیے بڑا خطرہ بن چکی ہے۔ دینی اقدار کی پامالی ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے اس کے آگے بند باندھنے کی ضرورت ہے۔ مہتمم جامعہ محمدیہ وسیکرٹری جنرل اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان حافظ محمد عامر صدیقی نے کہا کہ کلچر عقیدہ' فکر' عادات اور اخلاق واطوار کے ساتھ ساتھ سیاسی' اجتماعی اور معاشرتی اداروں پر اپنے اثرات چھوڑتا ہے۔ اخلاقی وفکری زبوں حالی کسی بھی تہذیب کے لیے زہر قاتل ہوتی ہے۔ آج مغربی اور ہندوانہ تہذیب اسلامی ممالک میں اپنے اثرات چھوڑ رہی ہے۔ سوشل میڈیا مثبت کے ساتھ منفی اثرات بھی مرتب کر رہا ہے' ہمیں اپنی نوجوان نسل کو غیر اخلاقی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے دینی تربیت کرنا ہوگی اور اس کے مفاسد سے آگاہ کرنا ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ دینی قوتوں کو میڈیا کے میدان میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہیے' موجودہ دور کی کلچر وار بہت منفی اثرات مرتب کر رہی ہے۔ اس موقع پر آفتاب انقلابی اور حافظ عبدالرؤف محمدی نے ہدیہ نعت ونظم پیش کیا۔ پروگرام کے اختتام پر مولانا اسلم حنیف نے دعا کروائی۔

منجانب: خواجہ محمد زبیر مجاہد' انچارج میڈیا سیل تحصیل خانپور

انا للہ وانا الیہ راجعون!

◉ گزشتہ دنوں رکن مجلس شوریٰ تحصیل سیالکوٹ متولی جامع مسجد ابوبکر علی آباد ڈھلے والی سیالکوٹ حاجی غلام شبیر کی والدہ محترمہ رضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! محترمہ صوم وصلوٰۃ کی پابند' دینی ومسلکی تڑپ رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا قاری انصر جاوید ناظم

الاسلام ڈائری 2017ء

- کتاب وسنت کے گلہائے رنگا رنگ سے مزین۔
- جماعتی جذبوں کی امین۔
- قائدین جماعت کے رشحات فکر سے مالا مال۔
- ملک اور بیرون ملک احباب سے رابطے کا ذریعہ۔

ڈائری کی ترسیل جاری ہے۔ شائقین جلد رابطہ کریں۔

رعایتی قیمت = 350/- روپے

رابطہ: مدیر اعلیٰ ہفت روزہ اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور

042-37720257, - 0321-6487892

شناختی کارڈ نمبر: 34101-3207371-5

سیرت وتاریخ کے شعبہ میں

''ایک دینی ادبی ایڈیٹر کی ضرورت ہے''

عربی زبان کی مہارت اور گہری دینی معلومات کا حامل' مختلف دینی موضوعات پر تحقیق کی ذمہ داری ادا کر سکے۔ اُردو زبان و بیان کی اصلاح کر سکے' تصنیف وتالیف کا تجربہ رکھتا ہو۔ مشاہرہ حسب لیاقت ہوگا۔ لاہور شہر کے رہائشی کو ترجیح ہوگی۔

رابطہ: محمد زکریا رکن دارالمعارف مسجد المبارک ریلوے روڈ لاہور

0305-5150605

اپیل برائے مسجد

نباہو والا نزد ڈاکخانہ کنگن پور تحصیل چونیاں ضلع قصور میں مسلک اہل حدیث کی کوئی مسجد نہیں اور اب مسجد کے لیے 13 مرلے کا پلاٹ خریدا ہے۔ جس کا انتقال بنام ''جامع مسجد عمر بن الخطابؓ اہل حدیث'' ہو چکا ہے۔ مقامی جماعت صرف سات گھروں پر مشتمل ہے جو کہ اکثر مزدور طبقہ ہے اور پلاٹ کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جماعتی احباب سے گذارش ہے کہ دل کھول کر اس کار خیر میں تعاون فرمائیں تا کہ یہ سلسلۂ خیر پایۂ تکمیل کو پہنچے اور دین حنیف کی اشاعت وترویج کا کام ہو سکے۔

رابطہ: حافظ علی اکبر 0300-4516495 — ظفر اقبال 0300-5808248

نیشنل بنک برانچ الہ آباد قصور' کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 4135149727 برانچ کوڈ: 2116

شہر سیالکوٹ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں جماعتی ذمہ داران کے علاوہ بڑی تعداد میں احباب جماعت اور تمام مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کی دنیاوی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین!

دعا گو: ڈاکٹر عبدالسمیع ناظم نشر واشاعت تحصیل سیالکوٹ

حافظ محمد آصف (وزیر آباد) کو صدمہ!

⊙ حافظ محمد آصف مدرس جامع توحید یہ اہل حدیث وزیر آباد کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد ۸۰ سال کی عمر میں ۳۰ دسمبر ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ نے انتہائی سادہ مگر دین اسلام سے وابستہ زندگی گزاری جبکہ مسجد و مدرسہ توحید یہ کے ساتھ والہانہ محبت اور اساتذہ وطلبہ سے نہایت شفقت کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کی نماز جنازہ امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں شہر اور گردونواح سے علمائے کرام، احباب جماعت اور تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حافظ صاحب سے تعزیت کرنے والوں کو جزائے خیر سے نوازے۔ قارئین کرام مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان سے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

رابطہ قاری محمد آصف: 0303-6788044

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

0300-6430739
055-4213430

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نئی ورائٹی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر ایم اکرام فضل (ماہر صوت)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ

مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فور کلر رنگین، خوبصورت مدلل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے:

- نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت!
- اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام!
- کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!
- نماز روزہ کے دائمی محمدی اوقات!
- سورۂ فاتحہ خلف الامام!
- آمین بالجہر کا ثبوت!
- اثبات رفع الیدین!

ملک بھر کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین حضرات مذکورہ بالا سیٹ بالکل مفت منگوائیں اور فریم کروا کر مساجد و دینی اداروں میں آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک۔

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ ڈاک خرچ بھی ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان 0333-8556473

فیئر کاسمیٹکس پروڈکس

فشل، ملتانی مٹی، بلیچ، ریمور ساشے اور جار مکمل ورائٹی

حافظ عثمان سلفی
0301-4573390
0345-4891685
0334-4136617

ہر تحصیل اور ضلع سے

ڈسٹری بیوٹر درکار ہیں

جو جماعتی بھائی فارغ ہوتے ہیں

وہ اپنے علاقہ کی ڈسٹری بیوشن لیکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں

مکتبہ اسلامیہ کی اہم کاوشوں کے ذریعے

شاہراہِ زندگی کو علم و عمل سے روشن کیجیے

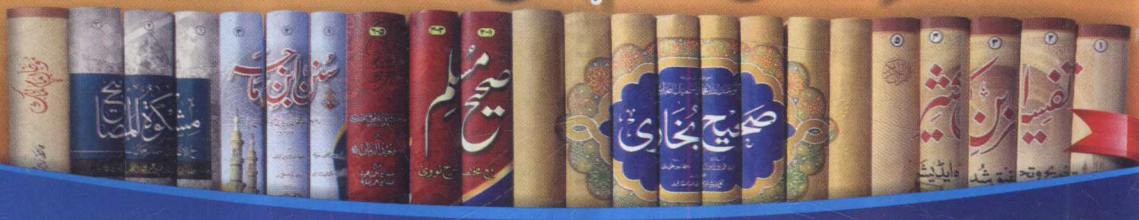

تفسیر ابن کثیر

ترجمہ: امام العصر مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ

تحقیق و نظر ثانی: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

جدید تخریج و تحقیق شدہ ایڈیشن

تمام آیات قرآنیہ، احادیث کریمہ کی مکمل تخریج و تحقیق کا اہتمام، خوبصورت سرورق، معیاری طباعت، بہترین کاغذ، مناسب قیمت

صحیح بخاری

امیر المؤمنین فی الحدیث ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح: مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ

تقدیم و نظر ثانی: شیخ الحدیث ابو محمد عبدالستار الحماد

مقدمہ: مولانا حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

تخریج: فضیلۃ الشیخ احمد زھوہ، فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

مختصر 1 جلد | مترجم 3 جلدیں | مع شرح 8 جلدیں

- اردو زبان میں پہلی دفعہ مکمل تخریج کا اہتمام
- مختلف نسخوں سے تقابل کے بعد نسخہ ہندیہ کے مطابق تصحیح کا اہتمام
- خوبصورت طباعت، دیدہ زیب سرورق

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

تین مختلف ایڈیشن

تالیف: ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ

ترجمہ: علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ

تخریج: فضیلۃ الشیخ احمد زھوہ، فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

- آیات کریمہ کی تخریج
- احادیث مبارکہ کی تخریج اور حدیث نمبر کے ذریعے دیگر کتب احادیث کی طرف رہنمائی
- اقوال رسول ﷺ کا امتیازی رسم الخط
- مختلف معتبر نسخہ جات سے تقابل اور موازنہ

سنن ابن ماجہ

کتب ستہ میں شامل معروف کتاب سنن ابن ماجہ آسان فہم ترجمہ اور تحقیق و تخریج سے مزین

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ: پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

نظر ثانی: شیخ الحدیث ابو محمد عبدالستار الحماد

تحقیق: علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

مراجعت: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

تخریج و تحقیق و تصحیح: حافظ ندیم ظہیر

تصدیر: حافظ صلاح الدین یوسف

- کئی معتبر اور صحیح ترین نسخوں سے تقابل و موازنہ
- مختصر مگر جامع و نافع تخریج کا اہتمام
- سادہ، سہل اور سلیس ترجمہ
- صحت و سقم کے اعتبار سے ہر حدیث پر واضح حکم
- مطبوع نسخوں میں پائی جانے والی غلطیوں کی حتی الوسع اصلاح کی گئی ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح

مع الإکمال في أسماء الرجال

ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

ترجمہ: ابو انس محمد سرور گوھر

نظر ثانی: شیخ الحدیث ابو محمد عبدالستار الحماد

تحقیق و تخریج: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

تین جلد میں دو مختلف ایڈیشن

- آسان فہم ترجمہ
- صحت و سقم کے اعتبار سے روایات پر حکم
- مختصر مگر جامع تخریج
- پہلی بار الإکمال في أسماء الرجال کا مکمل ترجمہ اور تحقیق

مسند الشہاب

للإمام أبي عبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر بن حکمون القضاعي رحمہ اللہ

ترجمہ، تحقیق و فوائد: فضیلۃ الشیخ محمد ارشد کمال

نظر ثانی: ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

حدیث کی اس معروف کتاب کا مکمل بامحاورہ ترجمہ

- احادیث کا سلیس اور عام فہم ترجمہ
- تشریح کے عنوان سے علمی فوائد
- ہر حدیث پر صحت و ضعف کے اعتبار سے حکم
- حجیت حدیث پر جامع و نافع مقدمہ
- عوام و خواص کی سہولت کے پیش نظر فقہی ترتیب کے مطابق عمدہ فہرست

اپنی کتاب کی عمدہ پرنٹنگ اور مضبوط بائنڈنگ کے لیے بھی مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس کی خدمت حاصل کریں

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: G/F-26 ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973
042-37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204
041-2641204

/maktabaislamia1 maktabaislamiapk.com maktabaislamiapk@gmail.com Ph 0300-8661763

Weekly AHL- E - HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257
Paigham T.V:
042-37722876

سمک
the world tours
Smukk Group
International Travel & Tours (PVT)LTD.

چیف ایگزیکٹو: صاحبزادہ محمد عمیر کھوکھر
(ناظمِ اعلیٰ مدرسہ باجی ثریا)

مینجنگ ڈائریکٹر: حبیب الرحمن کھوکھر

3 سٹار پیکج
4 سٹار پیکج
5 سٹار پیکج

آپ کی ضرورت کے مطابق ہر قسم کے

عمرہ پیکج

صرف ویزہ
ٹرانسپورٹ اور
بغیر ٹرانسپورٹ

کمپنی کو اپنے سیلز پوائنٹ بنانے کیلئے اچھی شہرت کے حامل افراد کی ضرورت ہے۔
جماعتی نظم میں شامل افراد اور خطیب، وفاق المدارس سلفیہ سے الحاق شدہ مدارس کے منتظمین کو ترجیح دی جائے گی۔
(پنجاب کے ہر شہر اور قصبے سے نمائندہ افراد کی ضرورت ہے)

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات (مدرسہ باجی ثریا)
ہیڈ آفس: 9 گلشن آباد، جامعہ سٹریٹ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ
بیسمنٹ ٹریڈ سنٹر جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ
Tel: +92 55 4440582, Fax +92 554440570 +92-3000-655660
www.smukktravels.com, info@smukktravels.com Facebook.com/smukktravels,